REGD. NO. P. 67

رجسٹرڈ نمبر ایل ۶۷

تَرَكْتُ فِيكُمْ ... اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّأَنْتُمْ أَذِلَّةٌ

WEEKLY BADR QADIAN

ہفت روزہ بدر قادیان

جلد ۱۵ | شمارہ ۲۲

ایڈیٹر: محمد حفیظ بقاپوری
نائب ایڈیٹر: فیض احمد گجراتی

شرح چندہ
سالانہ ۷ روپے
ششماہی ۴ روپے
ممالک غیر ۱۰ روپے
فی پرچہ ۱۵ نئے پیسے

۲ احسان ۱۳۴۵ ہش | ۱۲ صفر ۱۳۸۵ ہجری | ۲ جون ۱۹۶۶ء

اخبار احمدیہ

ربوہ۔ ۲۶ مئی۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے بارہ میں آج کی اطلاع مظہر ہے کہ طبیعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے اچھی ہے۔ الحمدللہ

قادیان ۳۱ مئی۔ حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب مع اہل و عیال ابھی تک دورہ پر ہیں۔ توقع ہے کہ وہ جون کے پہلے ہفتہ میں واپس تشریف لے آئیں گے۔

اللہ تعالیٰ سفر و حضر میں سب کا حافظ و ناصر رہے۔ آمین۔ محترم چودھری مبارک علی صاحب فاضل ۱۴ مئی کو ہی واپس پہنچ گئے تھے۔ مکرم چودھری سعید احمد صاحب بی اے آنرز نائب ناظر بیت المال جو تحریک جدید کی طرف سے دورہ بہار و اڑیسہ پر گئے تھے۔ دورہ ختم کرکے واپس آچکے ہیں۔

جماعت احمدیہ کیرنگ (اڑیسہ) کے دوسرے جلسہ سالانہ کا انعقاد

حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب اور علمائے سلسلہ کی شمولیت

اسلام و احمدیت کی حقانیت کے متعلق پُرمغز تقاریر

رپورٹ مرسلہ مکرم مولوی سید محمد موسیٰ صاحب مبلغ کیرنگ

کیرنگ۔ اللہ تعالیٰ کے فضل و احسان سے ہندوستان کے مشرقی ساحل کے قریب واقع احمدیوں کی خالص بستی کیرنگ میں اس جماعت کو اپنا سالانہ جلسہ منعقد کرنے کی توفیق نصیب ہوئی۔ جس میں ازراہ کرم حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان نے بھی شرکت فرمائی اور علمائے سلسلہ بھی تشریف لائے۔ اور صوبہ اڑیسہ کی تقریباً تمام جماعتوں کے نمائندے بھی شریک ہوئے اس جلسہ کی مختصر رپورٹ درج ذیل ہے:۔

مورخہ ۲۳ مئی ۶۶ء کو پہلا اجلاس زیر صدارت مولانا مولوی محمد ... صاحب فاضل منعقد ہوا تلاوت قرآن کریم مکرم مولوی شیخ عزیز الدین صاحب نے خوش الحانی کے ساتھ کی بعدہ مہمان خصوصی حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب فرزند ارجمند حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے دعاؤں کے ساتھ پرچم کشائی کی۔ جب جھنڈا فضا میں لہرانے لگا تو نعرہ ہائے تکبیر، اسلام زندہ باد، احمدیت زندہ باد، حضرت مرزا غلام احمد کی جے، امیر المومنین زندہ باد، حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم صاحب زندہ باد وغیرہ نعروں سے فضا گونج اٹھی۔ اس کے بعد مکرم شمس الحق خان صاحب نے درثمین سے نظم "مرطرف فکر کو دوڑا کے تھکایا ہم نے" خوش الحانی سے پڑھی۔

مکرم مولوی شیخ طاہر الدین صاحب بی اے صدر جماعت احمدیہ کیرنگ نے خطبہ استقبالیہ پڑھا اس کے جواب میں حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب نے ٹھوس اور پُرمغز نصائح سے مستفید فرمایا آپ نے قرآن کریم سے حضرت نوح علیہ السلام کے نافرمان لڑکے کی مثال بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ محض کسی نبی کی نسل سے پیدا ہونا کوئی خوبی نہیں جب تک صحیح معنوں میں خود کو بھی نبی کا متبع نہ بنائے اور خدمت دین کما حقہٗ ادا نہ کرے۔ یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے کہ اس نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے وعدہ فرمایا ہے کہ وہ آپ کی اولاد کے ذریعہ دین اسلام کو دنیا میں پھیلا دے گا۔ اور آپ نے اپنی اولاد کے لئے دعائیں بھی کی ہیں۔ لیکن وہی اولاد ان الٰہی وعدوں اور حضور علیہ السلام کی دعاؤں سے فائدہ اٹھائے گی جو اپنے آپ کو خدمت دین میں لگائے گی اور یہ اللہ تعالیٰ کا فضل اور احسان ہے کہ آپ کی ساری اولاد کسی نہ کسی رنگ میں خدمت دین بجا لا رہی ہے۔ آپ نے فرمایا احباب دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ساری اولاد کو خدمتِ دین کی توفیق بخشے۔

بعد ازاں آپ نے تمام جماعتوں کو عموماً اور کیرنگ کی جماعت کو خصوصاً مندرجہ ذیل نصیحتیں فرمائیں۔

۱۔ ہر جماعت اپنے لوکل فنڈ کو مضبوط کرے تاکہ بہت سے دینی امور سرانجام پاسکیں۔

۲۔ لازمی چندہ کو پہلے اپنی آمدنی سے منہا کرکے باقی جو بچے گھر میں دینا چاہیئے اور خود یہ سمجھنا چاہیئے اور گھر میں سمجھا دینا چاہیئے کہ جو خدا تعالیٰ کی تھی وہ دیدی اور جو رقم بچ رہی وہی ہماری اصل آمد ہے۔

۳۔ احمدی نوجوانوں کو ہر علمی میدان میں سب سے آگے بڑھنے کی کوشش اور دعا کرنی چاہیئے جیسا کہ ڈاکٹر عبدالسلام نے سائنس کے میدان میں امتیاز حاصل کرکے عالمی شہرت حاصل کی ہے اور اپنے دینی نمونہ سے دنیا کے تمام سائنسدانوں پر حجت قائم کردی ہے۔

۴۔ خلافت کے ساتھ وابستگی پیدا کرنی چاہیئے اور حضور پُرنور خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کی وفات سے بے دل نہیں ہونا چاہیئے۔ کیونکہ سید الانبیاء حضرت محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم بھی وفات پاگئے۔ جماعت احمدیہ پر خدا تعالیٰ کی رحمت کا سایہ ہے اور اس کی ترقی کی خاص طور سے بشارت ہے اگر جماعت خلافت سے وابستہ رہے گی تو اللہ تعالیٰ اپنے وعدوں کو ضرور پورا کرے گا۔

آپ نے خلافت ثالثہ کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت خلیفۃ المسیح ثالث کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا بیٹا قرار دیا ہے۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح ثانی رضی اللہ عنہ کو بشارت دی ہے کہ حضرت مرزا ناصر احمد صاحب خلیفۃ المسیح الثالث کے ذریعہ اسلام کو ترقیات عطا فرمائے گا نیز آپ کے ساتھ بہت سی پیشگوئیوں کا پورا ہونا مقدر ہے۔ حضرت خلیفۃ المسیح ثالث کو بھی اللہ تعالیٰ نے الہاماً فرمایا کہ میں تجھے اتنا دوں گا کہ تو سیر ہو جائے گا

۶۔ آخر میں آپ نے افراد جماعت کو احمدیت کے مخلصین میں شامل ہونے کی تلقین فرمائی۔

اس کے بعد مکرم مصباح خان صاحب نے اپنی بنائی ایک اڑیہ نظم پڑھی۔ مکرم مولوی محسن خان صاحب نے اڑیہ زبان میں "وفات مسیح علیہ السلام" کے موضوع پر تقریر کی۔ آپ نے قرآنی آیت "کل نفس ذائقۃ الموت" اور "فیھا تحیون و فیھا تموتون و منھا تخرجون" سے خدا کے اٹل قانون کا ذکر کیا کہ ان کو اسی دنیا میں زندگی گذار کر ایک دن موت کا مزہ چکھنا ہے۔ لہٰذا حضرت عیسیٰ علیہ السلام اس قانون سے باہر نہیں رہ سکتے۔ پھر آپ نے آیت قرآنی "ما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل" اور "فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیہم" ... [illegible] ... سے ثابت کیا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام وفات پاچکے ہیں۔

(باقی صفحہ ۹ پر)

ملک صلاح الدین ایم۔ اے پرنٹر و پبلشر نے رما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائیٹر صدر انجمن احمدیہ قادیان

ہفت روزہ بدر قادیان - - مورخہ ۲۳ جون سنہ ۱۹۶۶ء

قادیان میں جلسہ یوم خلافت کا انعقاد

مرتبہ گیانی بشیر احمد صاحب ناصر بی - اے

قادیان دارالامان ۹ مئی۔ آج زیر انتظام لوکل انجمن احمدیہ قادیان مسجد اقصیٰ میں زیر صدارت حضرت مولانا عبدالرحمٰن صاحب فاضل امیر مقامی جلسہ یوم خلافت منعقد ہوا اس کا آغاز پونے آٹھ بجے صبح تلاوت قرآن مجید سے ہوا جو عزیز محمد انعام ذاکر نے کی اس کے بعد عزیز منظور احمد صاحب یادگیری متعلم مدرسہ احمدیہ قادیان نے نظم پڑھی۔ پھر محترم صاحب صدر نے جلسہ کی غرض و غایت بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ ہر نظام خواہ وہ دینی ہو یا دنیاوی اس وقت تک مکمل نہیں ہو سکتا جب تک کہ اس کا کوئی سربراہ یا لیڈر نہ ہو۔ روحانی نظام کا لیڈر نبی یا اس کا خلیفہ ہوتا ہے۔ جن کا کام ... خلاق حسنہ کی تکمیل ہوتا ہے۔

اس کے بعد مکرم مولوی منظور احمد صاحب نے "خلافت اسلامیہ قرآن کریم و احادیث کی روشنی میں" کے موضوع پر تقریر کی جس میں آپ نے بتایا کہ انسان مدنی الطبع ہے۔ اجتماعیت اس کی فطرت میں داخل ہے۔ اجتماعیت ایک نظام اور واجب الاطاعت وجود کی متقاضی ہے جس کے بغیر کوئی کارروان سلامتی کے ساتھ چل نہیں سکتا۔ مختلف نظاموں کا ذکر کرنے کے بعد مقرر نے بیان کیا کہ سب سے افضل اور اعلیٰ نظام آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ قائم ہونے والا نظام ہے۔ مگر چونکہ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم طبعی طور پر وفات پانے والے تھے۔ اور یہ نظام بغیر سہارے کے بھی چھوڑا نہیں جا سکتا تھا اس لئے اللہ تعالیٰ نے خلفاء راشدین کا سلسلہ قرآن مجید کی آیت استخلاف کے وعدہ کے مطابق جاری فرمایا۔ جو اب اسلام کی نشأۃ ثانیہ کے دور میں بفضلہ تعالیٰ احمدیت کے ذریعہ دوبارہ دنیا میں قائم ہوا ہے۔ اور حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے بعد سلسلۂ خلافت کی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعد بھی خلافت کا سلسلہ جاری ہوا۔

اس کے بعد مکرم مولوی خورشید احمد صاحب پربھاکر نے "خلافت کی ضرورت و اہمیت" پر تقریر کرتے ہوئے کہا کہ ہر سوسائٹی نظام کے قیام کے لئے ایک سربراہ یا لیڈر کی ضرورت ہوتی ہے جسے دنیاوی طور پر بادشاہ۔ صدر یا ڈکٹیٹر کہا جاتا ہے اور روحانی نظام کے چلانے والے انبیاء اور انکے بعد ان کے خلفاء ہوتے ہیں۔ انسانی زندگی کا مقصد چونکہ خدا تعالیٰ کی خوشنودی کا حصول ہے اسلئے اللہ تعالیٰ نے ابتدائے آفرینش سے انبیاء اور ان کے بعد خلفاء کا سلسلہ جاری کرتا چلا آیا ہے۔ دعائے ابراہیمی ربنا وابعث فیھم رسولاً منھم یتلوا علیھم ایاتک ویعلمھم الکتٰب والحکمۃ ویزکیھم سے استدلال کرتے ہوئے مقرر نے نبی کے کام تلاوت آیات۔ کتاب اور حکمت کا سکھانا اور تزکیہ نفوس کرنا قرار دیتے ہوئے بیان کیا کہ چونکہ نبی کی زندگی محدود ہوتی ہے اور کام غیر محدود ہوتے ہیں اس لئے ان کاموں کی تکمیل خلفاء کے ذریعہ ہوتی ہے علاوہ ازیں نبی کے ذریعہ بیان کی ہوئی پیشگوئیاں چونکہ ساری کی ساری اس کی زندگی میں ہی پوری نہیں ہو جاتیں۔ اسلئے بھی ضروری ہوتا ہے کہ خلفاء کا وجود ہو۔ بعد ازاں مکرم مولوی محمد کریم الدین صاحب فاضل نے "جماعت احمدیہ میں نظام خلافت" کے موضوع پر تقریر کرتے ہوئے بیان کیا کہ قانون قدرت میں خلاء نہیں ہوتا۔ ہر چیز میں یکے بعد دیگرے نیا ہی سلسلہ چلا آتا ہے یہی حال روحانی کرولوں میں انبیاء کا ہے۔ آدم کے بعد لاکھوں نبی اور ان کے بعد انکے خلفاء جانشین ہوئے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے بعد بھی سلسلہ خلافت کا اجراء ہوا۔ پھر اس کی جگہ ملوکیت اور جابر بادشاہت نے لی۔ جس کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کے ذریعہ خلافت علیٰ منہاج النبوت قائم ہوئی سلسلۂ تقریر جاری رکھتے ہوئے مقرر نے بیان کیا کہ جب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بکثرت الہامات کے ذریعہ اپنی وفات کے قریب ہونے کا علم ہوا تو آپ نے رسالہ الوصیت شائع فرمایا جس کے مختلف اقتباسات سے مقرر نے واضح کیا کہ کس طرح حضور علیہ السلام نے اپنے بعد قدرت ثانیہ یعنی خلافت کے قیام کی وضاحت فرمائی تھی جس کے ماتحت حضور کے وصال پر بالاتفاق حضرت خلیفۃ المسیح الاول مولانا نورالدین صاحب رضی اللہ تعالیٰ کی خلافت پر جماعت کا اجماع ہوا۔ گو بعد ازاں منکرین خلافت نے مختلف ریشہ دوانیاں کیں یہاں تک کہ حضرت خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال کے موقعہ پر ان لوگوں نے بھی ایڑی چوٹی کا زور لگا کر خلافت کو مٹانے کی کوشش کی مگر انکو منہ کی کھانی پڑی اور جماعت میں حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ذریعہ خلافت ثانیہ کا قیام عمل میں آیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تقریر منصب خلافت سے ایمان افروز اقتباس سنانے کے بعد مقرر نے حضور رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وصال کے موقعہ پر خلافت ثالثہ کے قیام کا ذکر کرتے ہوئے بیان کیا کہ کس طرح اس موقعہ پر بھی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئی پوری ہوئی کہ میں خدا کی ایک مجسم قدرت ہوں اور میرے بعد بعض اور وجود ہوں گے جو خدا کی دوسری قدرت کا مظہر ہوں گے

اس کے بعد مکرم مولوی انصار احمد صاحب نے برکات خلافت کے موضوع پر تقریر فرمائی جس میں آپ نے بتایا کہ کائنات عالم کی ہر نفع مند چیز میں توالد و تناسل کا سلسلہ جاری ہے۔ انبیاء کی زندگی چونکہ محدود ہوتی ہے۔ ان کے بعد ان کے کام کی تکمیل ان کے خلفاء کے ذریعہ ہوتی ہے۔ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد ایک خطرناک فتنۂ ارتداد کھڑا ہوا۔ مگر حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ذریعہ اس کا استیصال ہو گیا۔ اسی طرح جماعت احمدیہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعد کئی قسم کے فتنوں نے سر اٹھایا مگر خلفاء کے ذریعہ ان کا قلع قمع ہو گیا۔ اسی ضمن میں مقرر نے فتنہ غیر مبائعین، فتنۂ مستریاں - فتنہ احرار ۱۹۳۴ء کے فسادات اور ۱۹۵۳ء میں اٹھنے والے فتنوں کو تفصیل سے بیان کیا کہ کس طرح یہ فتنے خلافت کی برکت سے فرو ہو گئے۔ اور آج جماعت دن دوگنی اور رات چوگنی ترقی کرتی چلی جا رہی ہے۔ اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ الہام بڑی آب و تاب سے پورا ہو رہا ہے کہ میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔

بعد ازاں مکرم چوہدری مبارک علی صاحب نے "منکرین خلافت کا انجام" کے موضوع پر تقریر فرمائی جس میں آپ نے بتایا کہ آدم کے زمانہ سے خلافت کی مخالفت چلی آتی ہے۔ ابلیس نے مخالفت میں ایڑی چوٹی کا زور لگایا۔ مگر خدائی فرمان کتب اللہ لاغلبن انا ورسلی کے ماتحت خدائی سلسلہ ہمیشہ ہی کامیاب ہوتا چلا گیا۔ اور ابلیس اور اس کے ساتھیوں کو ہمیشہ ہی منہ کی کھانی پڑی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت کا ذکر کرتے ہوئے فاضل مقرر نے بیان کیا کہ منکرین خلافت حضور علیہ السلام کے زمانہ میں بھی کئی قسم کی ریشہ دوانیاں کرتے رہتے تھے۔ مولوی محمد علی صاحب اور اُن کے ساتھیوں کو ہمیشہ ہی تکبر کی وجہ سے اپنی لیڈری کی خواہش رہی۔ اسی ضمن میں مقرر نے ان کی تبدیلیٔ عقائد کا ذکر کرنے کے بعد ان کے آخری زندگی کے حالات پر تفصیل سے روشنی ڈالی کہ کس طرح ان میں اور ان کے ساتھیوں میں اختلاف و انشقاق نے نشو و نما پائی۔

اس کے بعد صاحب صدر نے سامعین سے خطاب کرتے ہوئے فرمایا کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے اپنی زندگی میں ہی مختلف اشاروں اور کنایوں سے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کی طرف اشارہ کر دیا تھا۔ اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بھی

چہ خوش بودے اگر ہر یک ز امت نور دیں بودے
ہمیں بودے اگر ہر دل پُر از نور یقیں بودے

فرما کر حضرت مولوی نور الدین صاحب خلیفۃ المسیح الاول رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خلافت کی طرف اشارہ کر دیا۔ آخر میں آپ نے سامعین کو ایمان کے ساتھ اعمال صالحہ میں ترقی کرنے کی تلقین کرتے ہوئے اپنے خطاب کو ختم فرمایا۔

یہ مبارک تقریب پونے گیارہ بجے کے قریب اختتام پذیر ہوئی احمدی مستورات بھی پردہ کی رعایت کے ساتھ ان تقاریر سے مستفید ہوئیں۔

درخواست دعا

میرے داماد نسیم صاحب بعارضہ خونی پیچش و دماہ سے مبتلا ہیں۔ بزرگان سلسلہ و درویشان دیار حبیب کی خدمت میں ملتجیانہ گزارش ہے کہ عزیز موصوف کی صحت کیلئے درد دل سے دعا کی جائے۔

خاکسار :-
محمد سلیمان پراونشل امیر بہار

خطبہ جمعہ

کبر و غرور اور خود پسندی، خود نمائی کو چھوڑ کر فروتنی اور بے نفسی کی عاجزانہ راہوں کو اختیار کرنے کی کوشش کرو

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بار بار تاکید فرمائی ہے کہ ہمیں تکبر کی باریک در باریک قسموں سے بھی بچتے رہنا چاہیئے

اپنے نفسوں پر موت وارد کرنے سے ہی اللہ تعالےٰ کی عظمت و جلال کی سچی معرفت پیدا ہوتی ہے

از حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ

فرمودہ ۲۹ر اپریل ۱۹۶۶ء بمقام ربوہ

(مرتبہ مکرم مولوی محمد صادق صاحب سماٹری انچارج شعبہ زود نویسی ربوہ)

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:-

ہمیں یہ یاد رکھنا چاہیئے

کہ جب تک ہم کبر و غرور، خود پسندی، خود نمائی، تحقیر و استہزاء، نخوت و خود سری کو کلیۃً چھوڑ کر نیستی کا چولا پہنے، فروتنی اور بے نفسی کی عاجزانہ راہوں سے اپنے رب کی رضا کو حاصل کرنے کی کوشش نہ کریں اس وقت تک قرب و وصال الٰہی کی وہ نعمتیں ہم حاصل نہیں کر سکتے۔ جو ایک سچے مسلمان اور حقیقی احمدی کے لئے مقدر ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے

تکبر سے بچنے پر بہت زور دیا

ہے اور بار بار تاکید فرمائی ہے کہ ہمیں تکبر کی باریک در باریک قسموں سے بھی بچتے رہنا چاہیئے تا ہم جادۂ عبودیت سے بھٹک نہ جائیں اور اس توحید حقیقی سے دور نہ جا پڑیں جو اللہ تعالےٰ کی عظمت اور جلال اور کبریائی کی سچی معرفت سے حاصل ہوتی ہے۔ اور جس کے نتیجہ میں انسان کے نفس پر ایک موت وارد ہو جاتی ہے اور پھر اپنے حیّ و قیوم خدا کے فیضان اور احسان سے

ایک نئی زندگی

پاتا ہے۔

بس ضروری ہے کہ ہم ہر قسم کے تکبر سے بچنے والے ہوں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں ؎

اے کرمِ خاک چھوڑ دے کبر و غرور کو
زیبا ہے کبر حضرتِ ربِّ غیور کو
بدتر بنو ہر ایک سے اپنے خیال میں
شاید اسی سے دخل ہو دار الوصال میں

چھوڑ دو غرور و کبر کہ تقویٰ اسی میں ہے
ہو جاؤ خاک مرضیٔ مولا اسی میں ہے

پھر ایک دوسری جگہ فرمایا:-

"میں اپنی جماعت کو نصیحت کرتا ہوں کہ تکبر سے بچو کیونکہ تکبر ہمارے خداوند ذوالجلال کی آنکھوں میں سخت مکروہ ہے۔ مگر تم شاید نہیں سمجھو گے کہ تکبر کیا چیز ہے پس مجھ سے سمجھ لو کہ میں خدا کی روح سے بولتا ہوں۔ ہر ایک شخص جو اپنے بھائی کو اس لئے حقیر جانتا ہے کہ وہ اس سے زیادہ عالم یا زیادہ عقل مند یا زیادہ ہنر مند ہے وہ متکبر ہے کیونکہ وہ خدا کو سرچشمہ عقل اور علم کا نہیں سمجھتا۔ اور اپنے تئیں کچھ چیز قرار دیتا ہے کیا خدا قادر نہیں کہ اس کو دیوانہ کر دے اور اس کے بھائی کو جس کو وہ چھوٹا سمجھتا ہے اس سے بہتر

عقل اور علم اور ہنر

دے دے۔ ایسا ہی وہ شخص جو اپنے کسی مال یا جاہ و حشمت کا تصور کر کے اپنے بھائی کو حقیر سمجھتا ہے۔ وہ بھی متکبر ہے کیونکہ وہ اس بات کو بھول گیا ہے کہ یہ جاہ و حشمت خدا نے ہی اس کو دی تھی۔ اور وہ اندھا ہے اور وہ نہیں جانتا کہ وہ خدا قادر ہے کہ اس پر وہ ایک ایسی گردش نازل کرے کہ وہ ایک دم میں اسفل السافلین میں جا پڑے اور اس کے اس بھائی کو جس کو وہ حقیر سمجھتا ہے۔ اس سے بہتر مال و دولت عطا کر دے۔ ایسا ہی وہ شخص جو اپنی صحت بدنی پر غرور کرتا ہے یا اپنے حسن اور جمال اور

قوت و طاقت پر نازاں

ہے اور اپنے بھائی کا ٹھٹھے اور استہزاء سے حقارت آمیز نام رکھتا ہے اور اس کے بدنی عیوب لوگوں کو سناتا ہے۔ وہ بھی متکبر ہے۔ اور وہ اس خدا سے بے خبر ہے کہ ایک دم میں اس پر ایسے بدنی عیوب نازل کرے کہ اس بھائی سے اس کو بدتر کر دے اور وہ جس کی تحقیر کی گئی ہے ایک مدت دراز تک اس کے قویٰ میں برکت دے کہ وہ کم نہ ہوں اور نہ باطل ہوں کیونکہ وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے ایسا ہی وہ شخص بھی جو اپنی طاقتوں پر بھروسہ کر کے دعا مانگنے میں سست ہے وہ بھی متکبر ہے۔ کیونکہ قوتوں اور طاقتوں کے سرچشمہ کو اس نے شناخت نہیں کیا اور اپنے تئیں کچھ سمجھتا ہے سو تم اے عزیزو

ان تمام باتوں کو یاد رکھو

ایسا نہ ہو کہ تم کسی پہلو سے خدا کی نظر میں متکبر ٹھہر جاؤ۔ اور تم کو خبر نہ ہو۔ ایک شخص کو جو اپنے ایک بھائی کے ایک غلط لفظ کی تکبر کے ساتھ تصحیح کرتا ہے اس نے بھی تکبر سے حصہ لیا۔ ایک شخص جو اپنے ایک بھائی کی بات کو تواضع سے سننا نہیں چاہتا اور منہ پھیر لیتا ہے اس نے بھی تکبر سے حصہ لیا ہے۔ ایک غریب بھائی جو اس کے پاس بیٹھتا ہے اور وہ کراہت کرتا ہے اس نے بھی تکبر سے حصہ لیا ہے ایک شخص جو دعا کرنے والے کو ٹھٹھے اور ہنسی سے دیکھتا ہے اس نے بھی تکبر سے ایک حصہ لیا ہے اور وہ جو خدا کے مامور اور مرسل کی پورے طور پر اطاعت نہیں کرتا۔ اس نے بھی تکبر سے ایک حصہ لیا ہے اور وہ جو خدا کے مامور اور مرسل کی باتوں کو غور سے نہیں پڑھتا۔ اس نے بھی تکبر سے ایک حصہ لیا ہے۔ سو کوشش کرو کہ

کوئی حصہ تکبر کا تم میں نہ ہو

تا کہ ہلاک نہ ہو جاؤ اور تا تم اپنے اہل و عیال سمیت نجات پاؤ خدا کی طرف جھکو اور جس قدر دنیا میں کسی سے محبت ممکن ہے تم اس سے کرو۔ اور جس قدر دنیا میں کسی سے انسان ڈر سکتا ہے تم اپنے خدا سے ڈرو۔ پاک دل ہو جاؤ۔ اور پاک ارادہ اور غریب اور مسکین اور بے شر تا تم پر رحم ہو (نزول المسیح صفحہ ۲۴ و ۲۵)

تکبر کا اظہار کبھی کئی طریق سے ہوتا ہے۔ کبھی تکبر آنکھ کی کھڑکی سے سر نکالتا ہے۔ کبھی سر کی جنبش میں اس کا پھریرا لہراتا ہے کبھی ہاتھ، پاؤں اور زبان اس کے آلۂ کار بنتے ہیں۔ ان سب سے بچنا ہمارے لئے ضروری ہے

تاکہ تکبر کا جن ہمارے نفسوں سے ایسا نکلے کہ پھر دوبارہ داخل ہونے کی سب راہیں اس کے لئے مسدود ہو جائیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس بارے میں فرماتے ہیں:۔

"تکبر کئی قسم کا ہوتا ہے۔ کبھی یہ آنکھ سے نکلتا ہے جبکہ دوسرے کو گھور کر دیکھتا ہے تو اس کے یہی معنے ہوتے ہیں کہ دوسرے کو حقیر سمجھتا ہے اور اپنے آپ کو بڑا سمجھتا ہے۔ کبھی زبان سے نکلتا ہے اور کبھی اس کا اظہار سر سے ہوتا ہے اور کبھی ہاتھ اور پاؤں سے بھی ثابت ہوتا ہے

غرضیکہ

تکبر کے کئی چشمے ہیں

اور مومن کو چاہیئے کہ ان تمام چشموں سے بچتا رہے اور اس کا کوئی عضو ایسا نہ ہو جس سے تکبر کی بو آوے اور وہ تکبر ظاہر کرنے والا ہو۔

صوفی کہتے ہیں کہ انسان کے اندر اخلاق رذیلہ کے بہت سے جن ہیں۔ اور جب یہ نکلتے ہیں تو نکلتے رہتے ہیں مگر سب سے آخری جن تکبر کا ہوتا ہے جو اس میں رہتا ہے۔ اور خدا کے فضل اور انسان کے سچے مجاہدہ اور دعاؤں سے نکلتا ہے۔ بہت سے آدمی اپنے آپ کو خاکسار سمجھتے ہیں لیکن ان میں بھی کسی نہ کسی نوع کا تکبر ہوتا ہے۔ اس لئے تکبر کی باریک در باریک قسموں سے بچنا چاہیئے۔

(ملفوظات جلد ششم صفحہ ۴۰۶)

ہمیں یہ بھی یاد رکھنا چاہیئے

کہ کوئی متکبر انسان قرآنی فیوض اور برکات کا وارث نہیں بن سکتا۔ صرف اور صرف فروتنی کی چابی سے قرآنی علوم کا دروازہ کھولا جا سکتا ہے۔ صرف اور صرف عجز کی رداء اور چادر پر انوار قرآنی کا رنگ چڑھ سکتا ہے اور صرف اور صرف منکسر المزاج ہی قرآن کریم کے مزاج سے مطابقت کھاتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:۔

"جب تک انسان پوری فروتنی اور انکسار کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے احکام کو نہ اٹھائے اور اس کے جلال اور جبروت سے لرزاں ہو کر نیاز مندی کے ساتھ رجوع نہ کرے قرآنی علوم کا دروازہ نہیں کھل سکتا اور روح کے ان خواص اور قوٰی کی پرورش کا سامان اس کو قرآن شریف سے نہیں مل سکتا جس کو پا کر روح میں ایک لذت اور تسلی پیدا ہوتی ہے۔"

چونکہ

آسمان روحانی کی سب رفعتیں

قرآن کریم کے فیوض سے ہی حاصل ہو سکتی ہیں اور تکبر کے نتیجہ میں قرآن کریم کے فیوض سے انسان محروم ہو جاتا ہے اس لئے متکبر پر آسمان کے دروازے نہیں کھولے جاتے۔ اللہ تعالیٰ سورۂ اعراف میں فرماتا ہے:۔

اِنَّ الَّذِیْنَ کَذَّبُوْا بِاٰیٰتِنَا وَاسْتَکْبَرُوْا عَنْهَا لَا تُفَتَّحُ لَهُمْ اَبْوَابُ السَّمَآءِ۔

کہ وہ لوگ جو ہمارے نشانات کا انکار کرتے ہیں اور وہ لوگ جو ہمارے . . . . احکام سے منہ موڑ لیا ہو . . . ہو ساتھ ہماری تعلیم کی طرف پیٹھ کرتے ہیں۔ اور وہ لوگ جو ہمارے اوامر و نواہی کی پابندی سے گریز کرتے ہیں اور شریعت کا جُوا بشاشت کے ساتھ اپنی گردنوں پر رکھنے کے لئے تیار نہیں ہوتے۔ اس لئے کہ اسْتَکْبَرُوْا عَنْهَا ان کے دلوں میں تکبر پایا جاتا ہے انہیں یہ یاد رکھنا چاہیئے لَا تُفَتَّحُ لَهُمْ اَبْوَابُ السَّمَآءِ کہ آسمانِ روحانی کے دروازے ان پر ہرگز نہیں کھولے جائیں گے بلکہ ہمیشہ کے لئے بند کر دیئے جائیں گے اور وہ زمین کے کیڑے بن کر رہ جائیں گے اور خدا تعالیٰ کی لعنت کا مورد بنیں گے اور شیطان میں ہو کر شیطان بن جائیں گے اور آسمان کی بلندیوں کی بجائے جو انسان کے لئے ہی پیدا کی گئی تھیں اندھیروں کی اتھاہ گہرائیاں ان کے حصہ میں آئیں گی۔

تکبر کے مقابل پر عربی زبان میں

تَوَاضُعْ کا لفظ

استعمال ہوتا ہے۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا ہے کہ جو لوگ تکبر کی وجہ سے ہمارے نشانوں کو جھٹلاتے اور ہمارے احکام سے اعراض کرتے ہیں۔ اور ہماری تعلیم کی طرف متوجہ نہیں ہوتے۔ روحانی رفعتوں کے دروازے ان پر نہیں کھولے جاتے۔

یہاں سوال پیدا ہوتا تھا کہ پھر وہ کن پر کھولے جائیں گے؟ اس کے جواب کے لئے ہمیں نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کا ایک ارشاد ملتا ہے۔ حضور نے فرمایا:۔

اِذَا تَوَاضَعَ الْعَبْدُ رَفَعَهُ اللّٰهُ اِلَى السَّمَآءِ السَّابِعَةِ۔

کہ جب اللہ کا ایک بندہ اپنے مقام عبودیت کو پہچانتے ہوئے اور اپنی حقیقت کو سمجھتے ہوئے اور اپنے

لاشئے محض ہونے کا اقرار

کرتے ہوئے تکبر کا نہیں بلکہ اس کی ضد (تواضع) کا مظاہرہ کرتا ہے اور انکسار اور عجز کے ساتھ اپنی زندگی گزارتا ہے اور اس کی زبان اور اس کا دل بلکہ اس کے جسم کا ذرہ ذرہ پکار رہا ہوتا ہے۔

ہیچو خاکم بلکہ زاں ہم کمترے

کہ میں تو خاک ہوں بلکہ خاک پا میں بھی شاید کچھ خوبیاں ہوں لیکن مجھے اپنا نفس اور اپنا وجود اس خاک سے بھی کمتر نظر آ رہا ہے تو پھر اللہ تعالیٰ اس پر اپنا فضل فرماتا ہے۔ اور فضل فرماتے ہوئے اس کو ساتویں آسمان تک اٹھا کر لے جاتا ہے اور عزت کے نہایت بلند مقام پر اسے فائز کر دیتا ہے۔

آپ جانتے ہیں کہ نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے معراج کی رات مختلف انبیاء کو ان کے درجات کے مطابق مختلف آسمانوں میں دیکھا کسی کو پہلے کسی کو دوسرے اور کسی کو تیسرے آسمان پر مذہبی دلائل کی رو سے روحانی آسمان بھی سات ہیں اور سب سے بلند تر ساتواں آسمان ہے

پس

السماء السابعۃ کے معنی

یہ ہوئے کہ جس قدر رفعت کا اور رفعت تک پہنچنا کسی انسان کے لئے مقدر ہوتا ہے اللہ تعالیٰ اتنی ہی روحانی رفعتیں تواضع اور فروتنی کے طفیل اسے عطا کر دیتا ہے۔

پس جو شخص تواضع سے کام لیتے ہوئے اپنے آپ کو نہایت ہی حقیر اور عاجز سمجھے گا۔ اور سب قدرتوں اور سب نعمتوں کا سرچشمہ اور منبع صرف اپنے خدا کو یقین کرے گا اور ایمان رکھے گا کہ اگر اللہ تعالیٰ کی نصرت اور مدد اس کو سہارا نہ دے تو وہ خاک پا کیا اس سے بھی کمتر ہے تو یقیناً وہ خدا کے فضلوں کا وارث ہوگا۔

اگر ہم نے اللہ تعالیٰ کے ان وعدوں کا وارث بننا ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعہ ہمیں دیئے گئے ہیں تو

ہمارے لئے ضروری ہے

کہ ہم اپنے مقام عبودیت کو ہمیشہ پہچانتے رہیں اور عجز و فروتنی کے ساتھ اپنے کو لاشئے محض جانتے ہوئے اپنے خیالات اور خواہشات کو مٹا کر محض اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر خدمت کرتے چلے جائیں اور اپنے کو اتنا حقیر جانیں کہ کسی اور کو ہمیشہ ہم اتنا حقیر نہ سمجھتے ہوں

اگر ہم اپنے اس مقام کو پہچاننے لگیں تو پھر ہمارا خدا جو بڑا "دیالو" ہے ہمیں اپنے فضل سے بہت کچھ دے گا۔ انفرادی طور پر بھی اور جماعتی طور پر بھی ❊

مرکزی وزیر صنعت شری ڈی سنجیویا کی خدمت میں قرآن کریم انگریزی کی پیشکش

مورخہ ۵/۶۶ ۱۲ کو مرکزی وزیر صنعت و حرفت جناب ڈی سنجیویا صاحب یادگیر تشریف لائے۔ محترم مولوی محمد اسمٰعیل صاحب غوری امیر جماعت احمدیہ کی قیادت میں جماعت احمدیہ یادگیر کے وفد نے آپ کے گلے میں پھولوں کے ہار ڈالے۔ بعدہٗ قرآن کریم انگریزی کا نسخہ بطور تحفہ پیش کیا گیا۔ جسے موصوف نے خوشی سے قبول کیا۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ موصوف کو اسے پڑھنے اور سمجھنے کی توفیق دے اور آئندہ کے اچھے نتائج پیدا کرے۔ (آمین)

خاکسار

فیض احمد مبلغ جماعت احمدیہ یادگیر

نمائندۂ خاندان حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دورہ شمالی ہند

محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ کے تبلیغی و تربیتی دورہ کے دلچسپ کوائف

مرتبہ مکرم چوہدری مبارک علی صاحب ایڈیشنل ناظر امور عامہ قادیان

علاقہ بہار کا دورہ ختم کرنے کے بعد حضرت صاحبزادہ صاحب مع اہل و عیال کلکتہ تشریف لے آئے۔ جیسا کہ خاکسار پہلے تحریر کر چکا ہے کہ میں ایک روز قبل ہی کلکتہ پہنچ گیا تھا۔ کلکتہ میں باقاعدہ جماعت سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ کے مبارک عہد میں قائم ہوئی ہے علاوہ ازیں یہاں ایک باقاعدہ مشن ہے۔ سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے متحدہ ہندوستان کے ہر صوبہ کے ہیڈ کوارٹر پر مسجد اور دار التبلیغ کے لئے زمین حاصل کرنے کی سکیم [illegible] فرمائی تھی اور خدا تعالیٰ کے فضل سے حضور کی زندگی میں ہی بعض اہم مقامات میں اس سکیم کے ماتحت مقامی جماعتوں اور مرکز کی طرف سے زمین وغیرہ خرید لی گئی تھی۔ جس میں کلکتہ، بمبئی، حیدرآباد اور دہلی خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ چنانچہ کلکتہ میں بھی ایک عرصہ سے اس غرض کے لئے زمین کا ایک ٹکڑا خریدا گیا تھا۔ مگر پھر بھی وہاں باقاعدہ مسجد اور دار التبلیغ تعمیر نہیں ہو سکی تھی۔ اور مبلغ کے لئے کرایہ پر مکان لیا گیا تھا۔ مسجد کے لئے زمین کی خریداری کے متعلق محترم حضرت سیٹھ محمد صدیق صاحب بانی نے ایک نہایت ہی ایمان افروز واقعہ بیان کیا۔ جو قارئین بدر کے لئے یقیناً ازدیاد ایمان کا باعث ہوگا۔ محترم سیٹھ صاحب فرماتے ہیں۔ کہ ایک باموقع زمین کا ٹکڑا خریدنے کے لئے پیشگی وغیرہ ادا کر دی گئی۔ مگر مالک ایک غیر احمدی مسلمان تھا۔ جب اُسے معلوم ہوا کہ ہم مسجد کے لئے خرید رہے ہیں تو اُس نے رجسٹری میں یہ شرط درج کروائی کہ اس میں خریدار مسجد نہیں بنائے گا ہم نے یہ شرط اس لئے قبول کر لی کہ بعد میں انجمن کے نام منتقل کر کے مسجد بنا لیں گے مگر جب حضورؓ کے سامنے یہ معاملہ پیش ہوا کہ ہم نے اس نیت کے ساتھ یہ ٹکڑا زمین خریدا ہے تو حضورؓ نے سخت ناپسندیدگی کا اظہار فرمایا۔ اور فرمایا کہ آپ لوگوں نے یہ شرط مانی ہے تو اس پر قائم رہنا چاہیئے۔ چنانچہ حضورؓ کی اس ناپسندیدگی کی وجہ سے ہم نے اس مالک کے پاس [illegible] یہ زمین واپس فروخت کر دی۔ اگرچہ اس طرح رجسٹری کے اخراجات کی وجہ سے معمولی نقصان تو ہوا۔ مگر حضور اقدس رضی اللہ عنہ کے ارشاد کی تعمیل کے مقابلہ پر اس نقصان کی کوئی حقیقت نہیں تھی۔ چنانچہ اس تعمیل کی برکت سے اللہ تعالیٰ نے ہمیں اُس سے بہتر اور سستی زمین کا ٹکڑا دے دیا۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے کلکتہ کی جماعت میں اکثر احباب تاجر پیشہ ہیں۔ اور اس وقت چنیوٹ کے احمدی دوستوں کو ہی اللہ تعالیٰ نے ہر رنگ میں نوازا ہے۔ قربانی کے لحاظ سے ہر دوست فاستبقوا الخیرات کے ارشاد کے ماتحت ایک دوسرے سے سبقت لے جانے کی کوشش کر رہا ہے مگر اس وقت تک اللہ تعالیٰ نے محترم محمد صدیق صاحب بانی کو ایسے رنگ میں قربانی کی توفیق عطا فرمائی ہے کہ ہر وہ دوست جس کو ان کی ان قربانیوں کا علم ہوتا ہے اُس کے دل سے ان کے لئے اور ان کے خاندان کے لئے دعا نکلتی ہے۔

خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور درویشان قادیان کے ساتھ تو آپ کو عشق کا رنگ اللہ تعالیٰ نے عطا فرمایا ہے۔ ان کی تفصیلات کو درج کرتے ہوئے میرا قلم رُک جاتا ہے۔ مبادا یہ چیز کمزور طبائع کے لئے ٹھوکر کا باعث نہ بن جائے۔ کہ مرکز کا ایک ذمہ وار سلسلہ کا رکن شاید چاپلوسی پہ اُتر آیا ہے۔ مگر دوسری طرف ہمارے پیارے آقا سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا پاک نمونہ ہمارے سامنے ہے کہ اگر کسی دوست نے ایک روپیہ بھی خدمت دین کے لئے دیا تو حضور نے اُس کا بھی ذکر اپنی کتب میں کر دیا۔ اور اس کا مقصد صرف یہ ہے کہ آئندہ نسلیں ان قربانی کرنے والی سعید روحوں کے نمونہ کو اپنائیں اور اُن کے لئے دعا کریں۔ اور اللہ تعالیٰ کی پاک کلام میں سرًّا وعلانیۃً قربانی کرنے کی بھی یہی حکمت ہے۔ ایک طرف قربانی کرنے والے کو یہ تاکید ہے کہ اپنے نفس کو ریا سے بچانے کے لئے ضروری ہے کہ اگر دایاں ہاتھ خدا کی راہ میں خرچ کر رہا ہے تو بائیں کو علم نہ ہو۔ تو دوسری طرف قوم کے جذبہ قربانی کو اُبھارنے کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ ہر قومی تحریک میں حصہ لینے والے کے نمونہ کو پیش کیا جائے۔ تا افراد میں قربانی کا جذبہ پیدا ہو۔ بلکہ سچ تو یہ ہے کہ اسلام کی اس پر حکمت تعلیم کا مقصد ہی یہ ہے کہ اگر ایک بھائی اپنے دوسرے بھائی کی ذاتی طور پر کوئی مدد کرتا ہے تو اُسے اس رنگ اور جذبہ کے ساتھ بجا لائے کہ بجز ان دونوں بھائیوں کے تیسرے کو خبر تک نہ ہو۔ لیکن اگر کسی قومی تحریک میں حصہ لیتا ہے تو قوم کا فرض ہے کہ ایسی قربانی کرنے والے افراد کے نمونہ کو اپنے اور غیروں کے سامنے پیش کرے۔ چنانچہ اسی حکمت کے ماتحت حضور رضی اللہ عنہ نے تحریک جدید کے دور اول کے مجاہدین کی فہرست کتاب کی صورت میں شائع فرمائی تھی۔ اور اس لئے میرا دل چاہتا ہے کہ میں اپنے قربانی کرنے والے بزرگ بھائی کے جذبہ کو قارئین بدر کے سامنے رکھوں۔ میں عرض کر رہا تھا کہ خاندان حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور درویشان قادیان کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس رنگ میں محبت کا جذبہ عطا فرمایا ہے کہ سیٹھ صاحب یہ خیال کرتے ہیں کہ گو یا شاید درویشان قادیان کی ہر ضرورت کی ذمہ داری اللہ تعالیٰ نے آپ پر ہی ڈال دی ہے۔ آپ حیران ہوں گے کہ محترم سیٹھ صاحب نے درویشان قادیان کی زندگی کے ہر شعبہ میں ایک معقول حصہ ڈال دیا ہے۔ آپ گذشتہ کئی سال سے درویشان کے لئے گیہوں۔ عید کے موقعہ پر کپڑے اور دوسرا سامان۔ سکولوں کا سامان۔ سکول کے بچوں کے لئے یونیفارم چھوٹے بچوں کے لئے باقاعدہ دودھ کا انتظام اور اسی طرح کئی دوسرے مختلف رنگ میں محترم سیٹھ صاحب کو اللہ تعالیٰ اپنے درویش بھائیوں کی خدمت کا موقع عطا فرما رہا ہے۔ اور اسی [illegible] باقاعدہ جماعتی تحریکات میں بھی آپ کو تمام ہندوستان بھر میں نمایاں مقام حاصل ہے جزاہ اللہ احسن الجزاء۔ اور ہمارا ایمان ہے کہ جس طرح سیٹھ صاحب "تخت گاہ رسولؐ" میں بسنے والے بھائیوں سے عشق و محبت کا سلوک کرتے ہوئے ان کی خدمت میں خوشی محسوس کرتے ہیں۔ ہمارا آسمانی آقا اُن سے بے وفائی نہیں کرے گا اور اُن کو اور اُن کے خاندان کو ہر قسم کے [illegible] سے نوازے گا۔

بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ ایک انسان باوجود جذبہ قربانی رکھنے کے اپنی اولاد اور بیوی کا مکمل تعاون حاصل نہ ہونے کی وجہ سے بڑھ چڑھ کر حصہ نہیں لے سکتا۔ مگر محترم سیٹھ صاحب پر اللہ تعالیٰ کا اس رنگ میں بھی بڑا احسان ہے۔ اور ہم ذاتی طور پر جانتے ہیں کہ سیٹھ صاحب کے بچے اور اہلیہ صاحبہ بھی ان کے رنگ میں رنگین ہیں۔

اسی لئے اللہ تعالیٰ نے یہ پر حکمت اصول بیان فرمایا ہے کہ ومن صلح من آبائهم و ازواجهم و ذریتهم والملٰئکة یدخلون علیهم من کل باب۔ یعنی وہ خاندان اور وہ ماحول کتنا خوش نصیب ہے جس خاندان کے بزرگ۔ اس کی خاوند بیوی اور اولاد سب کے سب [illegible] اور یہی وہ خوش بخت خاندان ہیں جن پر چاروں طرف سے اللہ تعالیٰ کے فرشتے داخل ہوتے ہیں۔ تو عرض کر رہا تھا کہ مسجد کے لئے زمین تقریباً ۱۹۴۲ء میں خریدی گئی تھی۔ جبکہ حضرت صاحبزادہ مرزا ظفر احمد صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ جماعت کے امیر تھے اور یقیناً یہ بھی ایک بہت ہی نیک فال تھی کہ خاندان مقدس کی سرپرستی میں اس نیک کام کا آغاز ہوا۔ حضرت صاحبزادہ صاحب کے علاوہ جماعت کے دوسرے دوستوں نے بھی اس میں حصہ لیا اور ۵۰ ہزار کی رقم ایک ہی [illegible] میں پوری ہو گئی۔ اس میں بھی زیادہ حصہ محترم سیٹھ محمد صدیق صاحب بانی کے خاندان کا ہے۔ لیکن گذشتہ سالہا سال سے یہ پلاٹ اسی طرح پڑا تھا اور صرف ایک [illegible] کے نیچے ہی نمازیں ادا ہو رہی تھیں۔ کہ اس عرصہ میں محترم مکرم مولوی بشیر احمد صاحب فاضل دہلوی بطور انچارج مشن تقرر عمل میں آیا۔ محترم مولوی صاحب کو اللہ تعالیٰ نے خاص انتظامی قابلیت عطا فرمائی ہے چنانچہ محترم مولوی صاحب موصوف کی نگرانی اور آپ کی دن رات کی مخلصانہ کوشش کے نتیجہ میں ایک عالیشان مسجد اور ایک خوبصورت کوارٹر آپ کو [illegible] اسٹریٹ کی ایک بڑی [illegible] پر نظر آئے گا۔ گویا محترم مولوی صاحب نے قلیل عرصہ میں یہ ایک ایسا عظیم الشان کارنامہ سرانجام دیا ہے جو ہمیشہ کے لئے ان کے حق میں صدقہ جاریہ ثابت ہوگا۔ ہر انسان میں کوئی نہ کوئی کمزوری ہوتی ہے مگر اللہ تعالیٰ بعض اوقات اپنے کسی [illegible] سے ایسا کام لے لیتا ہے [illegible] سے اُس کی [illegible] کمزوریوں پر پردہ [illegible] جاتا ہے۔ جماعت کے اکثر دوست [illegible]

کی اس مخلصانہ کوشش کے شکرگزار ہیں۔

محترم سیٹھ محمد حسین صاحب امیر جماعت احمدیہ کلکتہ کے قول کے مطابق مولوی بشیر احمد صاحب نے مسجد اور مبلغ کے لئے کوارٹر [بنا کر] جماعت کی جڑوں کو مضبوط کر دیا ہے ۔۔۔ میں شک بھی کیا ہے کہ مسجد اور جماعت دو لازم و ملزوم چیزیں ہیں۔ اور جب تک کسی جماعت کو یہ دونوں چیزیں حاصل نہ ہوں اُس کے اندر جماعتی روح اور باہمی اتحاد کا جذبہ ہی پیدا نہیں ہو سکتا۔ اور اسی لئے تو ہمارے پیارے آقا سرور کونین حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جس کو اللہ تعالیٰ نے اس دُنیا میں مسجد بنانے کی توفیق عطا فرمائی ہے گویا اُس نے جنت میں اپنے لئے گھر بنا لیا۔ اس لئے میں مرکز اور جماعت کی طرف سے محترم مولوی صاحب کو مبارکباد پیش کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے اُن کو ایک بہترین خدمتِ دین کا موقع عطا فرمایا ہے جزاہ اللہ احسن الجزاء۔

مسجد اور کوارٹر کی تعمیر میں کلکتہ کے ہر دوست نے اپنی اپنی طاقت کے مطابق حصہ لیا ہے۔ اور جنہوں نے نمایاں حصہ لیا ہے۔ اُن میں مکرم سیٹھ محمد عمر صاحب سہگل و مکرم بشیر احمد صاحب سہگل [illegible] سیٹھ محمد یوسف صاحب بانی و مکرم [illegible] صاحب امیر جماعت کلکتہ خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے اموال میں برکت ڈالے۔ اس کار خیر میں محترم سیٹھ محمد صدیق صاحب بانی کے خاندان نے نمایاں خدمت کا موقع حاصل کیا ہے۔ مثلاً وہ اس کثیر رقم کے جو زمین اور مسجد کے لئے محترم سیٹھ صاحب کی طرف سے ادا کی گئی۔ مسجد [illegible] جھنڈیاں اور پنکھے وغیرہ کے اخراجات محترم سیٹھ صاحب کے صاحبزادگان کی طرف سے ادا کئے گئے۔ اور مسجد کے بہترین اور خوبصورت قسم کے فرش کے گراں اخراجات محترم سیٹھ محمد صدیق صاحب بانی کی اہلیہ محترمہ کی طرف سے ادا کئے گئے ہیں۔ جزاہم اللہ احسن الجزاء۔

مسجد کی تعمیر کا کام ایک غیر مسلم دوست مسٹر [illegible] K.C. کے ذریعہ کروایا گیا۔ اور ایک غیر مسلم دوست بھی ایک مذہبی عبادت گاہ کی تعمیر میں خوشی محسوس کرتا ہے بلکہ اُس نے اس خوشی کا اس رنگ میں اظہار کیا کہ اس نیک خدمت کی وجہ سے مسجد [illegible] میرے جیسے حقیر انسان کا نام زندہ رہے گا۔ اور اسی جذبہ سے متاثر ہو کر [illegible] نے ان کا ذکر اپنی قومی اخبار میں کر دیا ہے۔

اس وقت محترم مولوی بشیر احمد صاحب امینی فاضل کلکتہ مشن کے انچارج ہیں۔ مولوی صاحب خدا تعالیٰ کے فضل سے ابتدائی درویشان میں سے ہیں۔ اور شروع درویشی میں مرکز میں اہم کلیدی عہدوں پر کام کرتے رہے ہیں۔ اور ماحول کو سازگار بنانے اور اس پر حکمتِ عملی سے کنٹرول کرنے کی اچھی صلاحیت رکھتے ہیں۔ ان سے قبل جماعت کلکتہ میں معمولی قسم کا کھچاؤ پایا جاتا تھا جس کی وجہ سے مبلغ کی پوزیشن بھی متاثر ہو رہی تھی مگر مولوی صاحب موصوف نے اپنی نرم اور ٹھنڈی طبیعت کی وجہ سے آتے ہی اس خلیج کو ختم کر دیا ہے۔ اور میں نے اپنے قیام کے دوران محسوس کیا ہے کہ مولوی صاحب کو اب جماعت کے ہر قسم کے طبقہ میں ہر دلعزیزی کا مقام حاصل ہے مولوی صاحب کو میں قریب سے جانتا ہوں اپنے آقا اور مرکز کے حکم کی تعمیل میں آپ نے ہمیشہ شرح صدر سے لبیک کہا۔ اور اس میں اپنی سعادت سمجھی اور یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ہر میدان میں خوش اسلوبی سے کام کرنے کی توفیق عطا فرمائی ہے۔ مولوی صاحب کے آنے کے بعد جماعت میں خاص قسم کی بیداری پیدا ہوئی ہے۔ اور جماعت کا ہر دوست انہماک کے ساتھ جماعتی کاموں میں دلچسپی لے رہا ہے۔ نمازوں میں التزام، اسی طرح درس و تدریس کی باقاعدگی اور خاموش تبلیغ کا سلسلہ جاری ہے۔ خاموش تبلیغ کے لفظ سے مجھے سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی ایک نصیحت یاد آگئی حضور نے ایک دفعہ مجھے ہدایت فرمائی کہ کوشش کی جائے کہ تبلیغ خاموشی کی جائے اور حتی الوسع مخالفت کو زیادہ نہ اُبھرنے دیا جائے۔ اور حقیقت یہ ہے کہ بعض اوقات مخالف اس امر کی کوشش کرتا ہے کہ حق کی آواز کو بے اثر کرنے کیلئے شور برپا کر دیا جائے۔ اور آجکل کا ملا تو اس تاڑ میں رہتا ہے کہ عوام کے جذبات کو بھڑکایا جائے۔ کبھی مناظرہ کا شور کرے گا کبھی مباہلے کا چیلنج دے گا۔

چنانچہ اس بار رمضان مبارک میں نماز تراویح اور درس و تدریس کی باقاعدگی سے متاثر ہو کر اکثر احمدیوں نے اس رنگ میں ذکر کیا کہ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ قادیان میں رمضان گزر رہا ہے۔ چنانچہ جماعت میں اس نیک تبدیلی کی برکت سے محترم مولوی صاحب اور احباب جماعت کے ذریعہ تقریباً دو درجن بنگالیوں نے احمدیت کو قبول کیا جن میں ماسٹر مشرق علی صاحب ایم اے اور مولوی عبد الحنان صاحب عبقری (جو اپنے ماحول کے ایک سلجھے ہوئے عالم ہیں) خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ محترم مولوی امینی صاحب نے کلکتہ سے باہر بھی تبلیغ اور تربیت کی طرف خاص توجہ دی ہے۔ چنانچہ کلکتہ کے مخیر احباب کے تعاون سے مختلف چھوٹی چھوٹی جماعتوں میں مساجد کی تعمیر کا سلسلہ شروع کیا ہے جماعت کلکتہ کے لئے اللہ تعالیٰ نے ترقی کے پورے ذرائع پیدا فرما دیئے ہیں اب احباب جماعت کا فرض ہے کہ وہ ان خداداد ذرائع سے پورا پورا فائدہ اُٹھائیں اور احمدیت کے مقدس کارروان کو آگے بڑھائیں۔ ہر علاقہ کی سعید روحیں حق اور صداقت کے لئے بے چین ہیں۔ اور ان کی پیاس کو صرف اور صرف ہمارا نیک نمونہ اور باہمی اتحاد۔ یا یوں کہیئے کہ ایک نہایت ہی مقدس اور اسلامی معاشرہ کا وجود ہی بجھا سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق بخشے۔

حضرت صاحبزادہ صاحب مع افراد خاندان محترم سیٹھ محمد عمر صاحب سہگل کے ہاں قیام پذیر ہیں۔ سیٹھ محمد عمر صاحب حضرت صاحبزادہ صاحب کے رشتہ داروں میں سے ہیں یعنی حضرت صاحبزادہ صاحب کی خالہ زاد ہمشیرہ دختر محترم شیخ بشیر احمد صاحب سابق جج ہائیکورٹ لاہور کی شادی محترم سیٹھ محمد عمر صاحب سہگل کے بڑے لڑکے کے ساتھ ہوئی ہے۔ اس وجہ سے حضرت صاحبزادہ صاحب نے سب سے پہلے انہیں کے ہاں قیام کا فیصلہ فرمایا یوں بھی ہر احمدی اس میں اپنی سعادت سمجھتا ہے کہ جس رنگ میں بھی اس مقدس خاندان کی خدمت کا موقع میسر آئے غنیمت ہے۔

حضرت صاحبزادہ صاحب کلکتہ میں اڑیسہ کے دورہ سے قبل صرف دو دن قیام فرمائیں گے۔ اور خاکسار اور مکرم مولوی امینی صاحب آج مورخہ ۱۲/۶/۶۶ کو جاجپور کیرنگ کے لئے روانہ ہو رہے ہیں تا حضرت صاحبزادہ صاحب اور افراد خاندان کے قیام وغیرہ کے متعلق پوری تسلی کی جا سکے اور اس مقدس خاندان کے شایانِ شان انتظام کیا جا سکے

(باقی آئندہ)

خدا تعالیٰ کی ستاری اور جماعت کی ذمہ داری

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ نے جلسہ سالانہ ۱۹۶۵ء پر جماعت کو اپنی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلاتے ہوئے فرمایا کہ:-

"امام کا کام تجویزیں جماعت کے سامنے رکھنا ہے اور اُن تجویزوں کو عملی جامہ پہنانا جماعت کا کام حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کا دماغ ہر وقت سوچتا رہتا تھا حضور نے کام کو خوش اسلوبی سے چلانے اور اُسے آگے بڑھانے کیلئے نئے نئے خیالات جماعت کے سامنے رکھے ۔۔۔۔۔۔۔۔۔ اور جماعت کو انہیں عملی جامہ پہنانے کے لئے تیار کیا جب حضور نے دیکھا کہ جماعت نے تعلیم و تربیت اور اشاعت کے ضمن میں اپنے فرض کو پورے طور پر انجام نہیں دیا ہے تو حضور نے اس خیال کے پیش نظر کہ میں پردہ پوشی کروں گا ۔۔۔۔۔۔۔۔ تو خدا بھی پردہ پوشی سے کام لے گا جماعت کو اُن کی غفلت پر تنبیہہ کرنے کی بجائے "وقف جدید کے نام سے ایک نئی تحریک چلا دی اس کے بہت خوشکن نتائج ظاہر ہوئے۔ چنانچہ وقف جدید کے کارکن بہت اچھا کام کر رہے ہیں۔ اشاعتِ اسلام کے کام کے لئے جس چیز کی سب سے زیادہ ضرورت ہے وہ ہے جذبہ۔ وقف جدید والوں نے اپنے عمل سے ثابت کر دیا ہے کہ اشاعت اسلام کے لئے اتنی علم کی ضرورت نہیں جتنا یہ امر ضروری ہے کہ انسان میں جذبہ موجود ہو حقیقت یہ ہے کہ وہ اس بارہ میں بعض مبلغوں سے بھی بڑھ گئے ہیں۔"

حضرت خلیفۃ المسیح الثالث نے فرمایا کہ:

"اگر جماعت وقف جدید کی طرف توجہ کرے تو اس سے نہ صرف ہم ملکی جہالت کو دور کر سکیں گے بلکہ بیماریوں کو دور کرنے میں بھی ہم ملک کی مدد کر سکیں گے کیونکہ وقف جدید کے معلم تعلیم کے ساتھ ساتھ علاج معالجہ کرتے ہیں اور اس سے ملک کی بیماریوں کو دور کرنے میں مدد مل رہی ہے۔"

امراء کرام صدر صاحبان و مبلغین سلسلہ سے گزارش ہے کہ وہ اپنی جماعتوں کا جائزہ لیں۔ جن جماعتوں یا افراد نے ابتک وعدے ارسال نہیں کئے اُن سے وعدے لیکر جلد از جلد بحق دفتر ہذا کو بھجوا دیں۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء

انچارج وقف جدید انجمن احمدیہ قادیان

رپورٹ دورہ تحریک جدید صوبہ بہار و اُڑیسہ

مرتبہ مکرم چوہدری سعید احمد صاحب بی۔اے آنرز نائب ناظر بیت المال قادیان

خدا تعالیٰ کے خاص منشائے مبارک کے مطابق جاری ہونے والی تحریک جدید کی وہ بابرکت تحریک جس کے ذریعہ دنیا کے کونہ کونہ میں اسلام اور احمدیت کی اشاعت اور ترقی کا عظیم الشان کام انجام پا رہا ہے اور ہمارے مولا کے حقیقی کا نام بلند ہو رہا ہے کی وسعت اور ترقی کے لئے خاکسار اور مکرم مولوی محمد کریم صاحب فاضل کے دورہ بہار و اُڑیسہ کا پروگرام تھا۔ گو ان دنوں کلکتہ کے حالات ناساز گار تھے تاہم کلکتہ سے آمدہ آخری اطلاع کی روشنی میں خاکسار خدا تعالیٰ کی ذات مبارک پر بھروسہ کرتے ہوئے حسب پروگرام مورخہ ۱۲/۴/۶۶ کو قادیان سے روانہ ہو گیا۔ لکھنؤ پہنچ کر ریلوے حکام کی اطلاع کے مطابق کلکتہ کے حالات ناساز گار ہونے کی وجہ سے مجھے لکھنؤ میں اُترنا پڑا۔ جہاں میرے کچھ عزیز بھی مقیم ہیں۔ خدا تعالیٰ کے فضل سے مجھے لکھنؤ میں اپنے بعض عزیزوں کو چند دنوں میں باقاعدگی اختیار کرنے کی طرف توجہ دلانے کا موقعہ ملا۔ اور اس طرح میرا لکھنؤ میں قیام بفضلہٖ مفید ثابت ہوا۔ لکھنؤ کے احباب نے فضل عمر فاؤنڈیشن فنڈ میں -/۶۶۰ روپے اور تحریک جدید میں -/۲۲۵ روپے کے وعدے پیش کئے۔ اسی دوران میں مرکز سے ہدایت موصول ہوئی کہ مکرم مولوی جلال الدین صاحب قمر فاضل انسپکٹر بیت المال جو یوپی کا دورہ کر رہے ہیں۔ اور عنقریب لکھنؤ پہنچ رہے ہیں کو ہمراہ لے کر بہار کی جماعتوں کا دورہ کر لیا جائے جو لکھنؤ پہنچ چکے تھے۔ چنانچہ ایک دو روز لکھنؤ میں جماعتی حسابات دیکھنے کے بعد مورخہ ۲۰/۴/۶۶ کی شام کو وہ میرے ہمراہ لکھنؤ سے پٹنہ کے لئے روانہ ہو گئے۔ پٹنہ میں مکرم پروفیسر ڈاکٹر سید اختر احمد صاحب اورینوی مستقل رہائش رکھنے والے ہیں۔ ان کے علاوہ مکرم ملک محمد اسمٰعیل صاحب ریٹائرڈ رجسٹری ڈائرکٹر ہیں۔ مکرم سید فضل احمد صاحب [illegible] پٹنہ پہنچے۔ [illegible] تحریک [illegible] میں ادا [illegible]

ان کا -/۸۰۰ روپے سال حال کا وعدہ تھا لیکن ہماری طرف سے تحریک پر اُنہوں نے نہایت بشاشت قلبی سے -/۴۵۰ روپے کا اضافہ کرتے ہوئے اپنا وعدہ سال حال -/۱۲۵۰ روپے کر دیا۔ جزاہ اللہ تعالیٰ احسن الجزاء۔

مکرم پروفیسر شاہ عزیز احمد صاحب نے دفتر دوم کے سال اوّل سے شمولیت کر کے بائیس سال کا -/۲۲۵ روپے وعدہ لکھوایا۔

مکرم ملک محمد اسمٰعیل صاحب نے اپنا بائیس سال کا وعدہ -/۷۵ روپے لکھوایا اور -/۲۶ نقد فضل عمر فاؤنڈیشن فنڈ کے وعدہ سے زائد ادا کر دیئے۔ جزاہ اللہ احسن الجزاء۔

تحریک جدید کے مندرجہ بالا وعدہ جات اور اضافہ چندہ کے علاوہ حسب تفصیل ذیل پٹنہ جماعت کے دوستوں نے فضل عمر فاؤنڈیشن فنڈ کے لئے وعدہ جات لکھوائے:

۱۔ مکرم سید اختر احمد صاحب اورینوی -/۱۵۰
۲۔ ؍؍ سید فضل احمد صاحب -/۱۰۰
۳۔ ؍؍ ملک محمد اسمٰعیل صاحب -/۲۷۵

کل میزان -/۵۲۵ روپے

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ ان سب مخلصین کے اخلاص کو قبول فرمائے اور انہیں بے شمار فضلوں اور انعامات سے نوازے۔ آمین یا ارحم الراحمین۔

پٹنہ میں ایک روز قیام کے بعد ہم مظفرپور کے لئے روانہ ہو گئے۔ اور اسی روز ۲۲/۴/۶۶ کو رات کے دس بجے ہم مظفر پور پہنچ گئے۔ یہ جماعت مکرم ڈاکٹر سید منصور احمد صاحب ان کے صاحبزادہ مکرم سید داؤد احمد صاحب اور محترم سید غلام مصطفیٰ صاحب پر مشتمل ہے۔ ہر سہ مخلصین نے ہماری طرف سے تحریک پر تحریک جدید کے وعدہ جات میں اضافہ جات فرمائے۔ مجموعی طور پر -/۲۱۶ روپے کا اضافہ ہوا۔ فضل عمر فاؤنڈیشن فنڈ میں مکرم سید ڈاکٹر منصور احمد صاحب نے -/۱۰۰ روپے اور مکرم سید غلام مصطفیٰ صاحب نے -/۵۰ روپے کے وعدہ جات لکھوائے۔ جزاہم اللہ۔

مکرم سید داؤد احمد صاحب ابن ڈاکٹر سید منصور احمد صاحب جو ایک مخلص نوجوان ہیں ان کی شادی پر کافی عرصہ گذر چکا ہے ابھی کوئی اولاد نہیں ہوئی۔ احباب کرام ان کے ہاں نرینہ اولاد ہونے کے لئے دعا فرمائیں۔

مظفرپور میں ایک روز قیام کے بعد ہم رات کی گاڑی سے بھاگلپور کے لئے روانہ ہو گئے اور اگلے روز دس بجے صبح بھاگلپور پہنچ گئے۔ بھاگلپور کی جماعت نے تحریک کرنے پر [illegible] تحریک جدید میں -/۲۲۴ روپیہ اور فضل عمر فاؤنڈیشن میں -/۴۰۴ روپیہ کے وعدے لکھوائے۔

بھاگلپور سے ہم ۲۶/۴/۶۶ کو روانہ ہو کر خانپور ملکی پہنچے۔ خانپور ملکی میں بفضل تعالیٰ احباب نے چندہ تحریک جدید کے لئے -/۱۳۴۸ روپیہ کے وعدہ جات لکھوائے اور فضل عمر فاؤنڈیشن میں -/۲۹۰ کے وعدے ہوئے۔ جماعت احمدیہ خانپور ملکی سے ہم واپس بھاگلپور کے لئے روانہ ہوئے۔ ۲۷/۴/۶۶ کی شام کو بھاگلپور پہنچے اور وہاں سے اگلے روز صبح برہ پورہ جا کر وہاں کے احباب میں سے ہر ایک کے گھر جا کر تحریک کی جس کے نتیجہ میں تحریک جدید میں -/۲۰۰ اور فضل عمر فاؤنڈیشن میں -/۱۲۴ روپے کے وعدہ جات موصول ہوئے۔ اللہ تعالیٰ ان سب کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ آمین۔

اس کے بعد ہم رات کو بھاگلپور سے رانچی کے لئے روانہ ہو کر ۱۰ بجے صبح رانچی پہنچے۔ رانچی میں ایک یوم قیام کے دوران ہماری تحریک پر مخلصین جماعت نے چندہ تحریک جدید -/۱۱۱۰ روپیہ کے نئے وعدہ جات لکھوائے یا اضافہ کیا۔ اور فضل عمر فاؤنڈیشن میں -/۳۰۰ کے وعدے ہوئے۔

رانچی میں محترم سید محی الدین احمد صاحب ایڈووکیٹ باوجود اس کے کہ ہائیکورٹ اور نئی روشنی کے نامور وکیل ہونے کے اپنے کھانے پینے اور رہائش وغیرہ کے سلسلے میں تحریک جدید کے اصولوں پر عمل کرتے ہوئے بہت سادگی سے زندگی بسر کر رہے ہیں اور اپنی کمائی سے خدا تعالیٰ کا نمایاں حصہ سب سے پہلے ہر ماہ الگ کر کے بلا توقف مرکز میں بھجوا دیتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ مکرم سید صاحب کے اس اخلاص کو نوازتے ہوئے ان کی صحت اور عمر میں برکت دے اور دینی اور دنیوی نعمتوں سے مالا مال کر دے۔ آمین یا ارحم الراحمین۔

رانچی میں ایک دن قیام کے بعد ہم جمشید پور کے لئے روانہ ہو گئے۔ اور اسی روز ۳۰/۴/۶۶ کی شام کو وہاں پہنچ گئے۔ یہاں کی جماعت کے افراد شہر کے مختلف حصوں میں رہتے ہیں اور ایک دوسرے سے ان کا آٹھ آٹھ میل کا فاصلہ ہے اس لئے سوائے عید کے جو مورخہ ۲/۵/۶۶ کو تھی ان کا اکٹھا ہونا مشکل تھا۔ سو عید تک ہمیں یہیں ٹھہرنا پڑا۔ اور دوستوں سے حسب قواعد چندہ جات کی ادائیگی جو مدت سے بقایا دار چلے آ رہے تھے۔ اُن سے معین رنگ میں مقررہ مدت کے اندر اپنے ذمہ بقایا جات کی ادائیگی کے لئے یقین دہانیاں حاصل کی گئیں۔

تحریک جدید کے مالی جہاد میں کسی حد تک یہاں سارے دوست ہی شامل ہیں۔ ہماری طرف سے تحریک کئے جانے پر احباب نے تحریک جدید کے وعدوں میں بھی اضافہ کیا اور فضل عمر فاؤنڈیشن میں بھی -/۵۷۱ کے وعدے لکھوائے۔ جو یہ ہیں:

۱۔ مکرم سید محمد سلیمان صاحب پراونشل امیر صوبہ بہار -/۲۰۰
۲۔ محمد احمد صاحب سیکرٹری مال -/۱۲۴
۳۔ سید عبد الحمید صاحب -/۳۰
۴۔ خلیل احمد صاحب -/۵
۵۔ انیس احمد صاحب -/۱۰
۶۔ تقی احمد صاحب -/۱۰۰
۷۔ ناصر احمد صاحب -/۱۰
۸۔ سید حمید الدین صاحب -/۴۰
۹۔ مقبول احمد صاحب -/۱۰
۱۰۔ شیخ رسول صاحب -/۳۰
۱۱۔ بشیر الحق صاحب -/۶
۱۲۔ محمد علی صاحب -/۱۰
۱۳۔ منصور احمد صاحب -/۱۰
۱۴۔ تاج علی صاحب -/۵

اللہ تعالیٰ ان سب کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ مورخہ ۳/۵/۶۶ کو ہم ٹاٹا نگر سے روانہ ہو کر اسی روز شام کو سوسلے بنی مائینز پہنچے۔ اسی روز شام کو وہاں پہلے ہی ایک جلسہ کا پروگرام تھا۔ چنانچہ اس موقعہ سے فائدہ اُٹھاتے ہوئے دوستوں کو لازمی چندہ جات کی سو فیصدی ادائیگی اور تحریک جدید اور فضل عمر فاؤنڈیشن فنڈ کی تحاریک میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کی تحریک کی گئی۔ جس کے نتیجہ میں تحریک جدید میں -/۹۲ اور فضل عمر فاؤنڈیشن میں -/۵۰ روپیہ کے وعدے ہوئے۔ بہار کا دورہ خیر و خوبی سے ختم ہوا۔

اس کے بعد ہم مورخہ ۴/۵/۶۶ کی صبح کو کلکتہ پہنچے۔

اللہ تعالیٰ کا سراسر فضل اور احسان ہے کہ اس نے ہمارے اس سفر کو بہت آسان بنا دیا۔ الحمد للہ

(باقی آئندہ)

خط و کتابت کرتے وقت خریداری نمبر کا حوالہ ضرور دیا کریں (مینیجر بدر)

سحر نگار علامہ نیاز فتحپوری کی وفات

از مکرم چوہدری فیض احمد صاحب گجراتی نائب ایڈیٹر بدر قادیان

آخر پنجۂ اجل نے اس نابغۂ روزگار کو دبوچ لیا۔ جو متواتر نصف صدی سے زائد عرصہ تک برصغیر پاک و ہند کے افق ادب پر چھایا رہا۔ وہ عجیب و غریب اور حیرت انگیز انسان علم و ادب کے میدان میں شہرت کی بلندیوں تک پہنچا۔ مگر ان بلندیوں کو چھونے کے . . . . لئے اس نے بالکل ایک نرالی راہ اختیار کی۔ دنیا میں تین ہی قسم کے لوگ معراج شہرت کو پاتے ہیں۔ وہ . . . رہنما جنہیں آسمان سے تائید و نصرت حاصل ہوتی ہے۔ اور جن کی راہ کی رکاوٹوں کو فرشتے دور کرتے ہیں۔ سیاسی لیڈر جو جماعت اور جتھے اور سیاسی افکار و ذہانت کے بل بوتے پر اپنی راہیں ہموار کرتے ہیں۔ یا پھر فاتحین عالم جو انسانی لاشوں کے میناروں پر کھڑے ہو کر اپنی عظمتوں کا بگل بجاتے ہیں۔ لیکن علامہ نیاز فتحپوری نے بالکل نرالی اور انوکھی راہ اختیار کی۔ اس راہ پر اس کے قدم ارادی طور پر اٹھ گئے تھے یا غیر ارادی طور پر۔ اس سے بحث نہیں۔ لیکن لاریب وہ ایک نرالی راہ تھی۔ وہ متواتر پچاس سال تک برصغیر کے مذہبی علماء کے دلوں کی پھانس بنا رہا۔ اور اردو ادب کے شہسواروں کا سرخیل رہا۔ آج اردو کا کوئی ادیب زبان سے اقرار کرے یا نہ کرے مگر اس کے نہاں خانۂ دل کے گوشوں اور احساس کی تہوں میں چھپا ہوا یہ اعتراف موجود ہے کہ نیاز فتحپوری نے اپنے سارے دور میں اردو ادب کی صدارتی نشست کے قریب بھی کسی کو پھٹکنے نہیں دیا۔

علامہ نیاز نے ندوۃ العلماء لکھنؤ اور مدرسہ عالیہ رامپور میں تحصیل علم کے بعد پولیس اور محکمہ تعلیم کی ملازمتوں میں سے گذرتے ہوئے ایوان اردو میں قدم رکھا اور ۱۹۲۰ء میں اپنا مشہور و معروف رسالہ "نگار" شائع کرنا شروع کیا۔ جو ۴۶ طویل سال گذرنے کے بعد مرحوم کی وفات تک اتنے تواتر اور باقاعدگی اور آب و تاب کے ساتھ شائع ہوتا رہا کہ اردو ادب کا کوئی پرچہ اس کے مقابلہ پر نہیں رکھا جا سکتا۔

"نگار" کے صفحات میں علامہ نیاز کے قلم سحر نگار نے وہ گلہائے رنگا رنگ کھلائے ہیں کہ عقل محو حیرت ہو جاتی ہے۔ کہ ایک اکیلا شخص علم و ادب کے ہر میدان میں کس طرح عمر بھر سرپٹ دوڑتا رہا۔ یوں کہ تعاقب کرنے والے تھک تھک کر واپس ہو جاتے رہے۔

ہمیں اس سے بحث نہیں کہ علامہ نیاز کے مذہبی خیالات و رجحانات کیا تھے اور نہ اس سے کوئی غرض ہے کہ مذہبی مسائل میں نیاز کی راہ حقیقت پسندانہ تھی یا نہ تھی۔ لیکن نیاز کو جاننے والا ہے کوئی انسان . . . . جو تمیت کے ساتھ یہ کہہ سکے کہ نیاز نے جو راہ اختیار کی وہ اس پر مضبوطی سے قائم نہ رہا! بلاشبہ وہ ایک مضبوط ارادے اور غیر متزلزل کردار کا مالک تھا آپ اسے خاطی کہہ سکتے ہیں آپ اسے غلطی خوردہ کہہ سکتے ہیں آپ اسے جادۂ مذہب حقیقی سے منحرف ہونے والا کہہ سکتے ہیں۔ لیکن آپ اس سے انکار نہیں کر سکتے کہ اس نے جو کچھ لکھا اس میں اس کی مضبوط قوت ارادی موجود تھی۔ ایسی قوت ارادی بقدرت کی طرف سے بہت کم انسانوں کو ودیعت کی جاتی ہے۔

ہندوستان بھر کے علماء کے بالمقابل وہ تن تنہا متواتر پچاس سال تک اپنے قلم کی تلوار لئے کھڑا رہا۔ اور ھل من مبارز کا نعرہ لگاتا رہا۔ وہ ایک نرالے حسن بیان کے ساتھ ایک انوکھے اسلوب تحریر کے ساتھ ایک حیرت انگیز طریق تخاطب کے ساتھ "نگار" کے صفحات پر چھپتا رہا۔ اس کی تحریر کی سچ دھج میں وہ کشش تھی کہ علم دوست طبقہ اس کی طرف کھنچا چلا آیا۔ اس کی قلم میں وہ حقیقتاً طلسمیت تھی کہ ادب نواز جھنجھلاتے اسے اردو ادب کا امام ماننے پر مجبور ہو گئے۔ پھر دل پر ہاتھ رکھ کر کہیے! کیا یہ حقیقت نہیں کہ نیاز کو کافر و ملحد کہنے والے بھی ہر ماہ "نگار" کی راہ میں آنکھیں بچھاتے تھے!

اس نے مخالفتوں کے گھٹا ٹوپ اندھیرں میں سے گذر کر اپنے لئے روشنی کے نقوش مردانہ وار پیدا کئے۔ اور اپنے عزم و ارادے کی مضبوطی اور جرأت رندانہ کے بل پر اپنے لئے ایک مقام پیدا کیا۔ جو صرف اور صرف نیاز ہی کے لئے مخصوص تھا! مرحوم کی ۱۹۶۶ء کو اس کے ساتھ ہی ختم ہو گیا!

یوں تو "نگار" کے ہزاروں صفحات اپنے دامن میں ادب اردو کے شہپارے سمیٹے ہوئے ہیں۔ لیکن نیاز کے قلم کی جولانیاں نہ بھولنے والی ہیں "شہاب کی سرگذشت" اور "من و یزداں" کے اوراق میں جوش مارتی ہوئی نظر آئیں گی علم و ادب کے ہر موضوع پر نیاز نے خامہ فرسائی کی ہے۔ اور اسے ہر موضوع پر پڑھتے وقت ایک قاری یوں محسوس کرتا ہے کہ وہ انسائیکلوپیڈیا پڑھ رہا ہے۔ قوت تحریر اور اسلوب نگارش وہ ایسے ہتھیار قدرت نے نیاز کو عطا کئے تھے جن سے وہ اپنے ہر قاری کے دل پر گہرا زخم لگاتا تھا۔ لیکن آہ! آج وہ نیاز نہ رہا۔

انسائیکلوپیڈیا کے ذکر سے یاد آیا کہ ۱۹۶۲ء میں لاہور کے ایک مشہور ادیب و شاعر سے ملاقات کے وقت جب نیاز کا ذکر چل نکلا تو اس نے کہا کہ نیاز تو محض انسائیکلوپیڈیا کے بعض اقتباسات کے ترجمے شائع کرتے ہیں ورنہ اس کا مبلغ علم درحقیقت کچھ نہ تھا۔ میں نے عرض کیا۔ لیکن اگر اسی ترجمہ نے ہی نیاز کو یہ رفعتیں بخشی ہیں تو آپ نے ترجمہ کی زحمت کیوں گوارا نہ فرمائی (میں ان صاحب کا نام نہیں لوں گا) لیکن حقیقت یہ ہے کہ نیاز کے مقابلے میں یہ تمام کھلاڑی چیمپئن شپ ہارچکے ہوئے تھے۔ اور اپنے احساس کمتری کو چھپانے کے لئے اس قسم کی باتیں کرتے تھے۔ کوئی ان سے پوچھے کہ "شہاب کی سرگذشت" انسائیکلوپیڈیا کے کونسے باب کا ترجمہ ہے؟

یوں تو غائبانہ طور پر میں علامہ نیاز سے ایک لمبے عرصہ سے متعارف تھا ان کی ادبی رفعت و قابلیت کا معترف و معتقد تھا لیکن مرحوم سے ذاتی تعارف کی ابتداء ستمبر ۱۹۵۹ء میں ہوئی جب میں حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ کے ارشاد کی تعمیل میں لکھنؤ میں ان سے ملا مرحوم نے وسط ۱۹۵۹ء میں اپنے موقر رسالہ "نگار" میں احمدیت کے حق میں ایک زوردار نوٹ لکھا تھا۔ اور اسی سلسلہ میں مجھے ان سے گفتگو بھی کرنا تھی اور سلسلہ احمدیہ کا لٹریچر بھی پہنچانا تھا۔

احمدیت کا حق و صداقت پر مبنی لٹریچر پڑھنے کے بعد علامہ نیاز کے خیالات اتنے زیادہ متاثر ہوئے تھے کہ انہوں نے "نگار" کی متعدد اشاعتوں میں احمدیت کے حق میں نہایت مدلل اور زوردار نوٹ لکھے جس کے لئے مرحوم کو بے شمار اعتراضات کی بوچھاڑ کا مقابلہ بھی کرنا پڑا مگر نیاز جیسا ناقابل شکست انسان بھلا ان اعتراضات کی کیا حقیقت سمجھتا تھا جواب در جواب کا سلسلہ جاری رہا۔ اور نیاز اپنے پر شوکت قلم سے احمدیت کے حق میں وہ کچھ لکھ گیا جو آج تک کسی غیر احمدی عالم نے نہ لکھا تھا گو احمدیت کی حقیقت اور فعالیت کا اعتراف دل سے تو بے شمار علماء کو ہے مگر اعتراف کے اظہار کے لئے جس جرأت رندانہ کی ضرورت ہوا کرتی ہے وہ تو صرف نیاز ہی کا حصہ تھا۔

حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب اور خاکسار ہر دو کے ساتھ علامہ نیاز کی باقاعدہ خط و کتابت آخر تک جاری رہی۔ اور ہمارے پیارے آقا سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی کی شہرۂ آفاق تصنیف تفسیر کبیر کے مطالعہ کے بعد تو علامہ نیاز کے اندر اتنا تغیر واقع ہوا تھا کہ انہوں نے صاحبزادہ صاحب موصوف کے نام اپنے خطوط میں نہایت نیازمندانہ طور پر اس کا اظہار کیا اور اس تصنیف کو دنیا کا عظیم ترین علمی کارنامہ قرار دیتے ہوئے یہاں تک لکھا کہ اس تفسیر کے مطالعہ کے بعد میرے دل میں یہ خواہش ہوتی ہے کہ کاش میری زندگی آج سے شروع ہوئی ہوتی۔ حضرت صاحبزادہ صاحب کے ساتھ علامہ نیاز کی خط و کتابت کا ایک حصہ جسے خاکسار نے مرتب کیا تھا نظارت دعوۃ و تبلیغ کی طرف سے ۱۹۵۹ء میں سائیکلوسٹائل مشین پر چھاپ کر بعض جماعتوں کو بھجوایا بھی گیا تھا لیکن کچھ حصہ ایسا بھی ہے جو ابھی منظر عام پر نہیں لایا جا سکا۔

جولائی ۱۹۶۰ء میں علامہ نیاز صاحبزادہ صاحب موصوف کی دعوت پر قادیان بھی تشریف لائے تھے اور صدر انجمن احمدیہ کے اداروں ساتھ ہی تنظیم کو دیکھ کر بے حد متاثر ہوئے تھے۔ جب انہوں نے تعلیم الاسلام کالج لاہور سکولوں اور جامعہ احمدیہ کی عمارات دیکھیں اور ربوہ کے تعلیمی اداروں اور ممالک بیرون کے مشنوں کے حالات سنے تو انہوں نے فرمایا کہ ایک چھوٹی سی جماعت کا مستر . . . کی قلیل عمر میں اتنا بڑا کام کرنا واقعی محیر العقول ہے اور خدائی تائید کے بغیر یہ کارنامہ انجام نہیں دیا جا سکتا تھا۔ مرحوم ان تعلیمی انتظامات سے اتنے متاثر ہوئے کہ انہوں نے اس خواہش کا اظہار بھی کیا کہ ان کے دو نواسوں کو جماعت احمدیہ کے زیر نگرانی تعلیم دلائی جائے مگر افسوس کہ بعد میں حالات نے انہیں لکھنؤ سے کراچی چلے جانے پر مجبور کر دیا۔ اور اس تجویز پر عمل نہ ہو سکا۔

۱۹۴۷ء کے پر آشوب زمانہ میں قادیان کے اندر درویشوں کے قیام سے بھی وہ بہت متاثر تھے وہ جب قادیان تشریف لائے تو میں انکے استقبال کے لئے امرتسر گیا ہوا تھا۔ الغرض ٹیکسی میں ہم قادیان آرہے تھے کہ علامہ نے مجھ سے یہ سوال کیا کہ تقسیم ملک کے وقت جبکہ انبالہ سے اور سہارنپور تک کا علاقہ مسلمانوں سے خالی ہو گیا تھا تو قادیان میں تھوڑی سی تعداد میں درویشوں کا ٹھہر جانا کیونکر ممکن ہوا؟ یہ سوال واقعی بڑا اہم تھا مگر مجھے اپنی کم علمی کا اعتراف کر لینا چاہیئے کہ میں اس سوال کا جواب نہ دے سکا کیونکہ میں اس کا جواب نہیں جانتا تھا اور آج بھی نہیں جانتا۔ چنانچہ میں نے یہی کہا کہ یہ راز تو آج تک ہمیں خود معلوم نہیں کہ یہ کیونکر ممکن ہوا۔ اور قدرت کی تقدیروں کے رازوں کو کون جان سکتا ہے علامہ نے فرمایا۔ یہ درست ہے مگر حقیقت یہ ہے کہ

(باقی صفحہ ۱۲ پر)

جماعت احمدیہ کیرنگ (اڑیسہ) کے دوسرے جلسہ سالانہ کا انعقاد

(بقیہ صفحہ اول)

بعد ازاں "جماعت احمدیہ کی تبلیغی مساعی" کے عنوان پر جناب مولانا شریف احمد صاحب امینی مبلغ انچارج بنگال و اڑیسہ کی تقریر شروع ہوئی۔ آپ نے اپنی فاضلانہ تقریر میں فرمایا کہ غیر احمدی علماء نے مجدد و مسیح اور مہدی کا انتظار کرتے ہوئے ۸۵ سال گذار دیئے اور مہدی کے ذریعہ ملنے والی دولت کی موہوم امید پر اب تک بیٹھے ہوئے ہیں اور انہوں نے آپس میں تکفیر بازی کا مشغلہ اختیار کیا اور تبلیغ اسلام کا میدان خالی چھوڑ دیا۔ احمدیوں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر ایمان لانے کے طفیل میدان تبلیغ میں قدم رکھا اور ہر قسم کی مالی اور جانی قربانی پیش کرتے ہوئے آگے بڑھتے گئے اور غیر مسلموں کو حلقہ بگوش اسلام کرتے گئے۔ تعلیم یافتہ نوجوان حضرت امام جماعت احمدیہ کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے اپنی زندگیاں دین کے لئے وقف کر کے خویش و اقرباء کو چھوڑ کر افریقہ کے تپتے ہوئے صحراؤں اور یورپ و امریکہ کے برفانی علاقوں میں پھیل گئے۔ آج وہ دنیا کے مختلف ممالک میں پھیلے ہوئے ہیں۔ اور خدا تعالیٰ کی توحید اور آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی رسالت کا ڈنکا بجا رہے ہیں۔

اس ضمن میں فاضل مقرر نے دنیا بھر میں پھیلے ہوئے احمدیہ مشنوں۔ قرآن کریم کے تراجم اور اسلامی لٹریچر کی اشاعت کا ذکر کیا۔ اور آخر پر سلسلہ عالیہ کی ترقیات کے بارہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئیاں بیان کیں۔

اس کے بعد جناب چوہدری سعید احمد صاحب نائب ناظر بیت المال نے جماعت سے مخاطب ہو کر فرمایا آپ لوگوں نے مولانا شریف احمد صاحب امینی کی تقریر سے جان لیا ہوگا کہ تحریک جدید کی کس قدر برکتیں ہیں۔ اس لئے آپ لوگوں کو چاہیئے کہ تحریک جدید میں بڑھ چڑھ کر حصہ لیں۔

جناب مولانا مولوی محمد سلیم صاحب فاضل نے اپنی صدارتی تقریر اس طرح شروع کی ؎

زاہد تنگ نظر نے مجھے کافر جانا
اور کافر یہ سمجھتے ہیں کہ مسلمان ہوں میں

آپ نے فرمایا کہ ہم احمدی مسجدیں بنائیں تراجم قرآن کریم دنیا میں پھیلائیں مبلغین بھجوا کر غیر مسلموں کو اسلام میں داخل کریں اور غیر مذاہب ہمیں اپنے مقابل پر اسلام کی طرف سے صف آرا پائیں تب بھی ہم غیر احمدیوں کی نظر میں کافر ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ احمدیت مشک کی طرح اقصائے عالم میں پھیلتی چلی جاتی ہے۔ آپ نے اس موقعہ پر احمدیت کے اشد ترین معاند ظفر علی ایڈیٹر زمیندار کا یہ قول پیش کیا کہ "احمدیت ایک تناور درخت ہو چلا ہے"۔

آپ نے آخر میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اپنی جماعت کے شاندار مستقبل کے متعلق پیشگوئی پڑھ کر سنائی اور احباب کو قربانیوں کے میدان میں قدم آگے بڑھانے کی تلقین فرمائی۔

حضرت صاحبزادہ صاحب نے دعا کرائی اور پہلے دن کا پہلا اجلاس بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا۔

دوسرا اجلاس

۲۳/۴/۶۶ کو دوسرا اجلاس زیر صدارت جناب مولانا مولوی شریف احمد صاحب امینی مبلغ انچارج بہار و بنگال ۲ بجے بعد دوپہر شروع ہوا۔ تلاوت قرآن کریم مکرم شمس الحق صاحب نے کی۔ اور درثمین سے نظم مکرم لطیف الرحمن صاحب نے سنائی۔

"سیرت حضرت مسیح موعود علیہ السلام" پر مکرم مولوی سید مبشر الدین صاحب کی تقریر شروع ہوئی۔ آپ نے بتایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سیرت کا نمایاں پہلو یہ تھا کہ آپ خدا تعالیٰ اور حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کے عشق میں ہمیشہ سرشار رہتے تھے۔ آپ کی حرکات و سکنات منظوم و غیر منظوم کلام سے عشق الٰہی اور عشق رسول پھوٹ پھوٹ کر ظاہر ہو رہے ہیں۔ موصوف نے حضور کے متعدد فارسی اشعار پڑھ کر سنائے جن میں عشق خدا اور عشق رسول کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا ہے

دوسری تقریر "اجرائے نبوت" کے موضوع پر مولوی سید فضل عمر صاحب نے کی۔ آپ نے بتایا کہ ہمیں یہ دعا سکھلائی گئی کہ اھدنا الصراط المستقیم صراط الذین انعمت علیہم اور سورۃ نساء میں اس کی تشریح کی گئی کہ منعم علیہم سے چار گروہ مراد ہیں۔ نبی، صدیق، شہید اور صالح۔ مگر غیر احمدی کہتے جاتے ہیں کہ اس دعا کے نتیجہ میں امت محمدیہ میں صدیق۔ شہید اور صالح ہو سکتے ہیں مگر نبی نہیں ہو سکتے۔ آپ نے آیت کریمہ "یٰبنی آدم اما یأتینکم رسل منکم" الخ (سورہ اعراف) سے نیز دیگر قرآنی آیت اور حدیث سے ثابت کیا کہ امت محمدیہ میں غیر تشریعی نبی تا قیامت آتے رہیں گے۔

اس کے بعد بابو بن مالی پٹنائک ایم۔ ایل۔ اے اڑیسہ نے تقریر کی اور بتایا کہ مذہب ایک ضروری چیز ہے اس کا مقصد بنی نوع انسان میں محبت و اخوت پیدا کرنا ہے انہوں نے احمدیوں کی ان کوششوں کی تعریف کی کہ یہ جماعت مذہبی جلسے منعقد کر کے آپس میں منافرت دور کرنے کی کوشش کرتی ہے اور محبت باہمی تمام مذہبی پیشواؤں کا احترام اور مذہبی رواداری کی تعلیم دیتی ہے۔

اس کے بعد مکرم جناب مولانا مولوی محمد سلیم صاحب فاضل نے "حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پیشگوئیاں" کے عنوان پر اپنی تقریر شروع کی

آپ نے اپنی تقریر کے شروع میں بابو بن مالی پٹنائک ایم۔ ایل۔ اے اڑیسہ کے ان خیالات کو سراہا جن کا انہوں نے اتحاد و اتفاق پیدا کرنے کے متعلق اظہار کیا تھا آپ نے فرمایا کہ آج سے ساٹھ سال پہلے بانی سلسلہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی کتاب "پیغام صلح" میں یہ اصل بیان کیا کہ آپس میں اتفاق و اتحاد پیدا کرنے کا سب سے اعلیٰ بلکہ واحد ذریعہ یہ ہے کہ ہر مذہب کے پیرو دوسرے مذہب کے پیشواؤں اور اوتاروں کی عزت کریں۔ چنانچہ اس تعلیم کی رو سے احمدی لوگ سچے دل سے حضرت کرشن۔ حضرت رام چندر جی اور حضرت گوتم بدھ وغیرہم علیہم السلام کو نبی اور رسول تسلیم کرتے ہیں۔

آپ نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی چند پیشگوئیاں بطور نمونہ پیش کیں جو اپنے اندر خالص غیب رکھتی ہیں اور جن میں قدرت اور جلال جوش مار رہا ہے۔ مولانا موصوف نے بتایا کہ ان پیشگوئیوں کا مخالف حالت میں پورا ہونا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی صداقت کا واضح ثبوت ہے۔

آپ کی تقریر کے بعد صاحب صدر جناب مولانا مولوی شریف احمد صاحب امینی مبلغ انچارج بنگال و اڑیسہ نے اپنی صدارتی تقریر شروع کی۔ آپ نے بتایا کہ غیر احمدی مسلمان دوسرے ممالک میں تبلیغ کیوں نہیں کرتے اس لئے کہ وہ اپنے عقیدہ کی رو سے حضرت عیسیٰ مسیح میں صفات الٰہیہ تسلیم کرتے ہیں۔ وہ عیسائیوں کو توحید کی تبلیغ نہیں کر سکتے بلکہ ان سے متاثر ہو جاتے ہیں۔ چنانچہ پاکستان بننے کے بعد تین لاکھ مسلمان عیسائی بن گئے ہیں۔ لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے علم کلام کی برکت سے پادری لوگ احمدیوں سے خوف کھاتے ہیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک علمی نکتہ یہ فرمایا ہے کہ اناجیل اربعہ کے لکھنے والے چار شخص ہیں (۱) متی (۲) یوحنا (۳) لوقا (۴) مرقس۔ ان میں متی اور یوحنا حواری ہیں۔ باقی دو شخص تابعین میں سے ہیں جنہوں نے حضرت مسیح کا زمانہ نہیں پایا۔ متی اور یوحنا جو حواری ہیں ان کی انجیلوں میں حضرت مسیح کے آسمان پر جانے کا کوئی ذکر نہیں۔ لیکن لوقا اور مرقس جو تابعین ہیں اور بہت پیچھے آئے ہیں ان کی انجیلوں میں حضرت مسیح کے آسمان پر جانے کا ذکر ہے۔ اب لوقا اور مرقس کی انجیلوں کے پرانے نسخے دستیاب ہوئے ہیں ان میں حضرت مسیح کے آسمان پر جانے کا کوئی ذکر نہیں۔ اس لئے اب انجیل لوقا اور مرقس کے جو نئے ایڈیشن شائع ہوئے ہیں ان کے اصل متن سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آسمان پر جانے کا ذکر نکال دیا گیا ہے اور صرف ان کے حاشیہ میں درج کیا گیا ہے۔ اور اس طرح ساٹھ سال بھی نہیں گذرے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اس تحدی اور پیشگوئی کے پورا ہونے کے آثار نمایاں ہونے لگے ہیں کہ تیسری صدی گذرنے سے پیشتر کیا عیسائی اور کیا مسلمان اس جھوٹے عقیدے سے بیزار ہو جائیں گے۔

اس کے بعد صاحبزادہ صاحب نے دعا فرمائی اور جلسہ برخاست ہوا۔

دوسرے دن کی کارروائی

۲۴/۴/۶۶ صبح ۹ بجے دوسرے دن کی کارروائی زیر صدارت مکرم مولوی سید فضل الرحمن صاحب قائمقام پراونشل امیر اڑیسہ شروع ہوئی۔ تلاوت قرآن کریم مکرم عبد الحلیم صاحب نے کی۔ نظم حنیف خان صاحب نے پڑھی۔ اس موقع پر مکرم مصاحب خان صاحب نے بھی ایک نظم سنائی اور صوبہ اڑیسہ کے وزیر تعلیم کا جلسہ میں شمولیت پر ان کا شکریہ ادا کیا۔ چونکہ وزیر تعلیم اڑیسہ جنہیں [illegible] اور مکرم انیس الرحمن خان صاحب اور مکرم مولوی منظور احمد صاحب نے جلسہ سے تین دن قبل جا کر خصوصی طور پر اس جلسہ میں شرکت کے لئے مدعو کیا تھا۔ وہ وقت مقررہ پر آ پہنچے تھے اس لئے اُن کی خدمت میں مکرم انیس الرحمن صاحب قائد مجلس و سیکرٹری امور عامہ کیرنگ نے ایڈریس پیش کیا۔ وزیر تعلیم شری [illegible] مہانتی نے ایڈریس کا جواب دیتے ہوئے فرمایا کہ احمدیت کی رواداری کی تعلیم کے سبب میں ہمیشہ سے احمدیوں سے تعلق رکھتا چلا آیا ہوں اور ان کے جلسوں میں شرکت کرتا رہا ہوں۔

آپ نے جماعت احمدیہ کینرنگ کی بہت تعریف کی اور بتایا کہ جماعت احمدیہ کینرنگ کے بیشتر نوجوان ملک کی حفاظت کی خاطر ہندوستانی فوج میں شامل ہو کر نیفا اور لداخ میں چین کی جارحیت کے خلاف نبرد آزما ہیں۔ اور یہی کافی ثبوت اس بات کا ہے کہ یہ احمدی لوگ ملک کے خیرخواہ اور سرکار کے وفادار ہیں۔ آپ نے کہا جب یہ ہمہ گیر گمراہی ضلالت اور خرابی کے پھیلنے پر ایک امام کا ظہور ایک سچا فلسفہ ہے جس کی احمدیت اشاعت کر رہی ہے نیز آپ نے فرمایا کہ بھارت کے ہندو مسلم اور دیگر مختلف اقوام کو ایک اسٹیج پر لانے کے لئے احمدیوں کو خوب کوشش کرنی چاہئے تاکہ ملک میں امن قائم ہو وغیرہ

اس کے بعد شمس الحق صاحب نے مکرم مولوی صمصام علی صاحب مرحوم کی ایک ہندی نظم

"جے جے شری احمد چندر کلنکی کے اوتار"

خوش الحانی کے ساتھ پڑھ کر سنائی۔ اور اسی طرح مرحوم کی دوسری نظم

"ہم شہاسی بھارت داسی"

مکرم شیخ فضل احمد صاحب نے سنائی۔

بعد ازاں "ہندو مسلم اتحاد" کے عنوان پر مکرم مولانا مولوی محمد سلیم صاحب کی تقریر شروع ہوئی۔ آپ نے فرمایا کہ ہمارے ملکی لیڈروں نے ہندو مسلم اتحاد کی طرف اُس وقت توجہ دی جب سر سے پانی گذر گیا ورنہ ملک شاید تقسیم نہ ہوتا۔ بانیٔ سلسلہ احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام نے مسلسل کئی سال تک کوشش کی اور توجہ دلائی کہ ہندو مسلم اور ہندوستان کی دوسری مذہبی قومیں متحد ہو جائیں۔

بالآخر آپ نے اپنی وفات سے چند دن قبل اپنے رسالہ پیغام صلح کے ذریعہ تحریک کی کہ دونوں بڑی قومیں آپس میں صلح کریں اور متحد ہو جائیں اور صلح کے لئے یہ اصول بیان فرمائے کہ

۱۔ ہر ایک مذہب کے پیرو کو چاہئے کہ دوسرے مذہب کے بزرگوں اور پیشواؤں کی عزت کرے آپ نے مسلمانوں سے کہا کہ تم کرشن جی اور رامچندر جی کو خدا کے نبی اور برگزیدہ مان لو۔ اور اسی طرح ہندوؤں کو چاہئے کہ وہ بھی حضرت محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم کو خدا تعالیٰ کا نبی اور برگزیدہ مان لیں تو آپس کی کدورت جاتی رہے گی آپ نے قرآن کریم سے یہ تعلیم پیش کی کہ ان من امة الا خلا فیھا نذیر۔ اور لکل قوم ھاد کہ اللہ تعالیٰ نے ہر ملک اور قوم میں نبی اور ہادی بھیجا ہے۔

۲۔ آپ نے مذہبی مباحثات میں سنجیدگی اور امن پیدا کرنے کے لئے نیز ایک دوسرے کو قریب کرنے کے لئے یہ اُصول بیان فرمایا کہ ہر مذہب کے پیرو کو چاہئے کہ وہ اپنی اپنی مستند کتب کی فہرست شائع کر دیں اور اعتراض کرنے والا اپنے اعتراضوں کو اُنہی کتابوں تک محدود رکھے۔

۳۔ تیسرا اُصول آپ نے یہ بیان فرمایا کہ کوئی معترض دوسرے مذہب پر ایسا اعتراض نہ کرے جو اعتراض خود اس کے مذہب پر پڑتا ہو۔

۴۔ چوتھا اُصول آپ نے یہ قائم کیا کہ ہر ایک کو چاہئے کہ ایک دوسرے کے جذبات اور احساسات کا خیال رکھیں۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ان زریں اُصول کو پیش کرتے ہوئے فاضل مقرر نے صلح و امن کے متعلق قرآن کریم سے واضح ہدایات پیش کیں۔ مثلاً بتوں کو گالیاں مت دو نسلی اور قومی عزت کوئی چیز نہیں۔ "ان اکرمکم عند اللہ اتقٰکم" تم میں سے سب سے زیادہ عزت والا وہی ہے جو متقی اور پرہیزگار ہے وغیرہ

اخیر میں صدر محترم نے اپنی صدارتی تقریر میں مولانا مولوی محمد سلیم صاحب کی تقریر کو سراہتے ہوئے فرمایا کہ یوم پیشوایان مذاہب کا جلسہ جو صرف احمدیوں کی طرف سے ہی ہر سال منایا جاتا ہے اس امر کا ثبوت ہے کہ جماعت احمدیہ کا پروگرام ساری قوموں میں اتفاق و اتحاد اور محبت و اخوت پیدا کرنا ہے۔ جلسہ کے اختتام پر حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب نے دُعا فرمائی۔ اور جلسہ برخواست ہوا۔

دوسرے دن کا دوسرا اجلاس

۲۲ کو بعد دوپہر ۳ بجے دوسرا اجلاس زیر صدارت حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان عمل میں آیا۔ تلاوت قرآن کریم مکرم مولوی عطاء الرحمٰن خان صاحب نے کی۔ محمد نصیر الدین صاحب نے کلام محمود سے نظم "تعریف کے قابل ہیں یارب تیرے دیوانے" خوش الحانی کے ساتھ پڑھی۔ مکرم مولوی سید محمد محسن صاحب سونگھڑوی کی تقریر "حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کارنامے" کے موضوع پر ہوئی آپ نے فرمایا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایسے وقت میں ظاہر ہوئے جبکہ عیسائیت کا بڑا زور تھا۔ لارڈ کرزن کے زمانہ میں پادری لیفرائے وغیرہ نے اعلان کئے کہ ہم پچاس برس کے اندر ہندوستان کے مسلمانوں کو عیسائی بنا لیں گے اور ان کی مسجدوں کو گرجوں میں تبدیل کر دیں گے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے دلائل کے زور سے عیسائیوں کا مقابلہ کیا۔ اور عیسائیوں کو شکست فاش دی نیز آپ ایسا علم کلام چھوڑ گئے۔ جس کے ذریعہ سے احمدی لوگ ہر میدان میں عیسائیوں کو شکست دیتے چلے جا رہے ہیں۔ عیسائی پادری اور منادہر جگہ احمدیوں کے مقابلہ سے دور بھاگتے ہیں

ایک دفعہ پادری لیفرائے نے لاہور میں زندہ رسول پر تقریر کر کے حضرت عیسیٰؑ کو زندہ رسول ثابت کرنے کی کوشش کی۔ حضرت مفتی محمد صادق صاحبؓ اس کے مقابلہ کے لئے گئے اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے علم کلام کے ذریعہ حضرت رسول مقبول صلے اللہ علیہ وسلم کو زندہ رسول ثابت کر دکھایا۔ پادری صاحبان کو کوئی جواب ہی نہ سوجھا اور انگشت بدندان رہ گئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک کامیاب جرنیل کے طور پر اسلام کی طرف سے مدافعت کی اور غیر مسلموں کے چھکے چھڑا دیئے۔ براہین احمدیہ میں اسلام کے مقابل روحانی سچائی اور برتری ثابت کرنے والے کے لئے دس ہزار روپیہ انعام کا اعلان فرمایا۔ مگر کسی نے مقابلہ کی جرأت نہ کی۔ مسلمانوں کے مقابلہ جو بگڑ چکے تھے انہیں درست کیا

اس کے بعد خاکسار کی تقریر "سیرت حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم" کے عنوان پر شروع ہوئی۔ خاکسار نے آیت کریمہ لقد جاءکم رسول من انفسکم عزیز علیہ ما عنتم حریص علیکم بالمؤمنین رؤف الرحیم کی تلاوت کے بعد بتایا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی زندگی کے ہر شعبہ میں رؤف و رحیم ثابت ہوئے ہیں۔ اس ضمن میں خاکسار نے رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی کے بہت سے واقعات پیش کئے اور آپ کی تعلیمات کا ذکر کیا جس سے آپ کا رحمۃ للعالمین ہونا ثابت ہوتا ہے

خاکسار کی تقریر کے بعد مکرم مولوی مبارک علی صاحب ایڈیشنل ناظر امور عامہ قادیان کی تقریر "نظام جماعت" کے موضوع پر شروع ہوئی۔

آپ نے فرمایا کہ کوئی جماعت یا قوم صرف اچھے اصول کو پیش کر کے کامیاب نہیں ہو سکتی جب تک وہ اپنے اندر عملی تغیر پیدا نہ کرے قرآن کریم میں آتا ہے ان اللہ لا یغیر ما بقوم حتیٰ یغیروا ما بانفسھم یعنی اللہ تعالیٰ ہرگز اس قوم کی حالت نہیں بدلتا جو اپنی حالت آپ نہ بدلے اس لئے احمدیوں کو چاہئے کہ اپنے اندر عملی تغیر پیدا کریں اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو خلافت جیسی نعمت دی مگر انہوں نے ٹھکرا دیا تنظیم کو چھوڑ دیا۔ اسی وجہ سے دن بدن قعر مذلت میں گرتے چلے گئے۔ اسلام کی ابتدائی تاریخ سے پتہ چلتا ہے کہ جب تک وہ ایک تنظیم کے ماتحت رہے حتیٰ کہ ساری دنیا ان کا لوہا ماننے لگی۔ لیکن جب انہوں نے تنظیم کو چھوڑ دیا مرکزیت کی اہمیت کو بھول گئے اور مرکزیت کی حیثیت سے دور چلے گئے تو ان کی کامیابی ناکامی سے بدل گئی۔ احمدیوں کو اس سے سبق حاصل کرنا چاہیئے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بعض نظام قائم کئے ہیں۔ مثلاً مرکزی نظام، صوبائی نظام اور لوکل نظام حضور کا قائم کردہ نظام خدائی نظام ہے اور اس کی اطاعت کرنا ہر احمدی کا فرض ہے۔

اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ جماعت کو مالی قربانی کے ساتھ جانی قربانی بھی کرنی چاہیئے۔ یعنی اہل توفیق کو چاہیئے کہ اپنے بچوں کو خدا تعالیٰ کے دین کے لئے وقف کریں۔ اور جو خرچ دنیوی تعلیم پر کر رہے ہیں وہی خرچ دینی تعلیم اور خدمت دین کے لئے کریں اور ایسے بچوں کو دین کے لئے وقف کرنا چاہیئے جو ذہین ہوں۔

اس کے بعد مکرم مولوی عزیز الدین صاحب فاضل کی تقریر "ہستی باری تعالیٰ" کے عنوان پر ہوئی۔ آپ نے فرمایا کہ جب دنیا خدا تعالیٰ سے دور ہو جاتی ہے اور خدا تعالیٰ کی ہستی کے بارے میں طرح طرح کے شکوک میں گرفتار ہو جاتی ہے تو خدا تعالیٰ اپنے کسی بندے پر اپنا کلام نازل فرماتا ہے اور اُسے نعمت رسالت عنایت فرما کر دنیا کی طرف مبعوث فرماتا ہے۔ اور تازہ بتازہ نشانات اور معجزات کے ذریعہ اپنی ہستی کا ثبوت بہم پہنچاتا ہے ایسا ہی حضرت نبی اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ ظہور میں آیا۔ اللہ تعالیٰ نے آپ پر ایک کامل کتاب قرآن مجید کی شکل میں نازل فرمائی۔ یہ قرآن جو ہم کہتا ہے ایک معجزانہ کلام ہے جو اپنے اندر اعجازی تعلیم رکھتا ہے جس کو عیسائی مستشرقین نے بھی مثلاً راڈویل وغیرہ نے بھی تسلیم کیا ہے اس موقع پر مولوی صاحب موصوف نے کئی حوالجات پڑھ کر سنائے نیز فرمایا کہ ایک اُمّی پر ایسے کلام نازل ہونا اور اس کا حسب وعدہ "انا نحن نزلنا الذکر وانا لہ لحافظون" انسانی دستبرد سے محفوظ رہنا اس امر کی شہادت دیتا ہے کہ یہ خدا تعالیٰ کا کلام ہے۔ جو اس کی ہستی پر دال ہے۔ حضرت نبی کریم صلے اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی کے مطابق حضرت مسیح موعود علیہ السلام مبعوث ہوئے اور ہر قسم کی مخالفت کے باوجود کامیاب و کامران ہوئے اور آپ کا سلسلہ اکناف عالم میں پھیل گیا جس کے مسلم اور غیر مسلم افراد معترف ہیں۔ یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ ایک زبردست خدا موجود ہے جو اپنے بندوں سے کلام کرتا ہے۔ اور ان پر غیب کی باتیں ظاہر کرتا ہے جو مخالف حالات میں پوری ہو جاتی ہیں۔ مکرم مولانا شریف احمد صاحب امینی نے مخالفین کے اعتراضات کے جوابات کے عنوان پر تقریر کی۔ آپ نے آیت کریمہ یا حسرۃ علی العباد

مَا يَأْتِيهِم مِّن رَّسُولٍ إِلَّا كَانُوا بِهِ يَسْتَهْزِئُونَ "۔ تلاوت فرما کر بتایا کہ امام المتقین سید الانبیاء حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وسلم پر بھی لوگ اپنی ناواقفیت کی بنا پر اعتراض کرتے تھے حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر بھی اعتراض کرنے والے وہی لوگ تھے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام سے ناواقف اور قادیان سے دور تھے۔ اور آپ کے متعلق طرح طرح کی غلط فہمیوں میں مبتلا تھے لیکن جونہی آپ کو دیکھا اور آپ سے قریب ہوئے جان و دل سے شیدا ہو گئے اسی طرح آج بھی جو غیر احمدی افراد حضرت مسیح موعود علیہ السلام پر اعتراض کرتے ہیں۔ اس کی بنیاد بھی وہی جہالت اور ناواقفیت ہے۔ عام غیر احمدیوں کا یہ کہنا ہے کہ احمدیوں کا کلمہ الگ ہے ان کی نماز الگ قسم کی ہے لیکن اگر وہ لوگ آکر قریب سے دیکھیں اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے کلام کو پڑھیں تو تمام غلط فہمیاں دور ہو جائیں گی۔ فاضل مقرر نے اپنی تقریر کو جاری رکھتے ہوئے فرمایا کہ زمانہ خود احمدیت پر اعتراض کا جواب دے رہا ہے۔ چودھویں صدی کے شروع سے اب تک ۸۵ سال گذر گئے ہیں۔ غیر احمدیوں کے عقیدہ کے مطابق صدی کے سر پر آنے والا مجدد۔ مہدی اور مسیح اب تک ظاہر نہ ہوا۔ آخر یہ مقام غور ہے۔ مولوی صاحب موصوف کی تقریر کے بعد صدارتی تقریر شروع ہوئی۔

حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان نے اپنی صدارتی تقریر میں ایک نکاح کا اعلان فرماتے ہوئے بتایا کہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم اور اسلام کے ذریعہ آسان معاشرہ قائم کیا ہے اور پرانے بندھنوں کو توڑ دیا ہے۔ اسلئے شادی کی بد رسومات کو ترک کر دینا چاہیئے۔ آپ نے حضرت خلیفہ اوّلؓ کی ہمشیرہ کا واقعہ پیش کرتے فرمایا کہ جب انہوں نے اپنی لڑکی کی شادی کے سلسلہ میں

اگر ہم شادی بیاہ میں حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم کی سنت پر عمل کر کے اور بغیر کوئی کھانا وغیرہ دیئے ویسا ہی کم قیمتی جہیز اپنی لڑکی کو دیں جیسا کہ آپ نے اپنی صاحبزادی بی بی فاطمہؓ کو دیا تھا تو ہماری ناک کٹ جائے گی۔ حضرت خلیفہ اوّلؓ نے کیا خوب جواب دیا کہ جو ناک حضور اکرم صلے اللہ علیہ وسلم سے بڑی ہے اس کا کٹ جانا ہی بہتر ہے۔

پھر آپ نے جماعت کو تلقین فرمائی کہ ہر فرض نماز کے بعد ۳۳ دفعہ سبحان اللہ۔ ۳۳ بار الحمدللہ۔ اور ۳۴ بار اللہ اکبر کی تسبیح پر عمل ہونا چاہیئے۔ اور دن بھر میں بارہ دفعہ سبحان اللہ و بحمدہ و سبحان اللہ العظیم کا ورد کرنا چاہیئے۔ آپ نے فرمایا کہ کیرنگ میں احمدیت سونگھڑہ کے ایک بزرگ کے ذریعہ پہنچی ہے اس لئے ان کا ہمیشہ شکر گذار رہنا چاہیئے۔ جیسا کہ مسلمان فتوحات کے زمانہ میں شاہ حبشہ کے اس احسان کی وجہ سے جو اُس نے اوّلین صحابہ پر کیا تھا اُن کے شکر گذار رہے

آپ نے نظام جماعت کی اہمیت پر زور دیتے ہوئے فرمایا کہ نظام کو مضبوطی سے پکڑنا چاہیئے۔ تنظیم کی برکت سے ہم چند لاکھ احمدیوں کی جماعت دنیا میں وہ کام کر رہی ہے جو کروڑوں مسلمان باوجود مالدار ہونے کے نہیں کر رہے ہیں۔ نیز آپ نے فرمایا کہ خلافت اللہ تعالیٰ کی ایک نعمت عظمیٰ ہے۔ مگر یہ مشروط ہے ایمان بالخلافت اور اعمال صالحہ پر اس لئے ہم کو خلافت پر کما حقہٗ ایمان لانا چاہیئے۔ اور ساتھ ہی اعمال صالحہ بھی بجا لانا چاہیئے قریباً ساٹھ سال سے ہم خلافت کی برکات کا مشاہدہ کر رہے ہیں۔

تقریر کو جاری رکھتے ہوئے آپ نے فرمایا کہ احمدیت اور اسلام کی ترقی کا دور شروع ہو گیا ہے اور فتوحات کا دور خدائی وعدہ کے ماتحت قریب ہے لیکن اس وقت یہ خیال نہ کرنا چاہیئے۔ کہ یہ فتوحات ہماری کوششوں سے ملی ہیں بلکہ حضرت مسیح موعودؑ کے طفیل اور فضل الٰہی کے مطابق ہی یہ حاصل ہوئی ہیں۔ جب مسلمانوں میں یہ خیال پیدا ہوا تو اللہ تعالیٰ نے اپنی تائید و نصرت ان سے ہٹا لی نتیجہ یہ ہوا کہ ان کی فتح شکست میں بدل گئی۔ اور وہ لوگ قعر مذلت میں گرتے چلے گئے۔

بالآخر آپ نے فرمایا کہ آسمان پر احمدیت کی فتح مقدر ہے وہی خاندان جو احمدیت کی اشاعت کے لئے اپنی اور اپنی اولادوں کی قربانی پیش کرتے چلے جائینگے وہی معزز ہوں گے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی ساری اولادوں کو دین کے لئے وقف کر دیا۔ پھر حضرت مصلح موعودؓ نے بھی اپنی ساری اولاد کو دین کی راہ میں وقف کر دیا۔ اس لئے کہ آپ کو یقین کامل تھا کہ اب عزت اسلام کی خدمت سے ہی وابستہ ہے

تقریر کے اختتام پر صاحبزادہ صاحب موصوف نے دعا کرائی۔ اور ایک لمبی دعا کے بعد جلسہ سالانہ کیرنگ بخیر و خوبی اختتام پذیر ہوا۔

جلسہ کے انتظام کا اکثر حصہ خدام الاحمدیہ کیرنگ ہی کے ذمہ تھا۔ جلسہ گاہ اور اسٹیج کو خدام نے بڑی خوش اسلوبی اور خوبصورتی کے ساتھ سجایا تھا۔ جا بجا اھلاً و سھلاً و مرحبا۔ اور خوش آمدید کے بورڈ آویزاں کئے گئے تھے تین جگہوں پر گیٹ بنائے گئے تھے اور رنگ برنگ کے کاغذات اور پھولوں سے مزین کیا گیا تھا۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے الہامات مثلاً "اِنِّی مَعَ الْاَفْوَاجِ اٰتِیْکَ بَغْتَۃً" "میری فتح ہوئی میرا غلبہ ہوا" "بادشاہ تیرے کپڑوں سے برکت ڈھونڈیں گے"۔ اور "نَصْرٌ مِّنَ اللّٰهِ وَفَتْحٌ قَرِيْبٌ" وغیرہ جا بجا بڑے بڑے حروف میں لکھ کر چسپاں کئے گئے تھے جلسہ گاہ کے قریب ایک بکسٹال بھی خدام کی زیر نگرانی کھولا گیا تھا جہاں غیر از جماعت افراد کو تبلیغی ٹریکٹ رسالے وغیرہ تقسیم کئے جا رہے تھے لنگر کا انتظام انصار کے ذمہ تھا۔ البتہ خدام بطور معاون کے وہاں بھی کام کر رہے تھے۔ لاؤڈ اسپیکر کا خاص طور پر انتظام کیا گیا تھا۔

جماعت احمدیہ کیرنگ۔ تعداد کے لحاظ سے ہندوستان میں ایک بڑی جماعت ہے احباب کرام دعا فرما دیں کہ جس طرح یہ تعداد کے لحاظ سے بڑی ہے اسی طرح دینی لحاظ سے اور روحانی لحاظ سے بھی اللہ تعالیٰ اس کو بڑھائے اور ان کے جوش و اخلاص اور دینی کاموں میں برکت دیتا چلا جائے۔ اور اپنے فضل و احسان سے نوازے۔ آمین ثم آمین!!

درخواستہائے دُعا

۱۔ مسلسل تین ماہ کا عرصہ ہو چکا ہے مجھے بخار بدستور ۹۹ یا ۱۰۰ کے قریب رہتا ہے۔ پہلے تو دن بھر یہی کیفیت رہتی تھی لیکن اب ایک ماہ سے صبح ناشتہ کے بعد سے دوپہر تک اور عصر سے مغرب تک یہ کیفیت رہتی ہے۔ پیٹ میں داہنی جانب کھینچ۔ کمر میں درد، پیر کھنچنا، سر میں چکر اور اختلاج وغیرہ کی شکایت ہے۔ بہت ڈاکٹروں کا علاج کروایا مگر بخار نہیں ٹوٹا۔ خون پیشاب وغیرہ کا ٹیسٹ کروایا۔ ایکس رے لیا گیا۔ ڈاکٹر کہتے ہیں کہ کوئی خرابی نہیں ہے۔ لیکن عجیب بات ہے کہ بخار نہیں ٹوٹتا۔ اب مکرم ڈاکٹر جعفر علی صاحب احمدی کے مشورہ سے حیدر آباد کے مشہور حکیم محمود علی صاحب کا علاج شروع کیا ہے۔ ان کی تشخیص ہے کہ جگر میں سختی اور گردے میں گرمی ہے اور اسی کی وجہ سے حرارت رہتی ہے۔ احباب کرام دعا فرمادیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے حکیم صاحب موصوف کی رہنمائی فرمائے اور مجھے جلد صحت کاملہ عاجلہ عطا ہو۔ آمین

خاکسار (سیٹھ) محمد الیاس یادگیری
مقیم حیدر آباد

۲۔ ہمارے مبلغ مکرم مولوی فیض احمد صاحب کی اہلیہ صاحبہ ان دنوں شدید بیمار ہیں۔ انکی صحت کاملہ عاجلہ کے لئے احباب دعا فرمادیں

خاکسار محمد عبد الصمد ابن سیٹھ محمد عبد الحی صاحب یادگیر

۳۔ ہم مدرسہ احمدیہ کے طلبا مولوی فاضل کا امتحان دینے گورداسپور جا رہے ہیں۔ جو یکم جون سے شروع ہوگا ہم سب کی اعلیٰ کامیابی کیلئے دعا فرمائی جائے۔ بشیر احمد طاہر

تحریک جدید کی اہمیت

حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ارشادات عالیہ:۔

"تحریک جدید ہمیشہ قائم رہنے والا ادارہ ہے۔ جب تک قوم زندہ رہے گی۔ یہ اس کے ساتھ وابستہ رہے گا۔ بے شک یہ دن قحط اور مصائب کے ہیں۔ مگر یاد رکھو ایسے وقت میں جو دین کی خاطر قربانی کرتے ہیں۔ وہی خدا تعالیٰ کے محبوب ہوتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے تمہیں عظیم الشان موقعہ عطا فرمایا ہے۔ اگر تم اس کو کھو دو گے۔ تو بدقسمت ہو گے۔ ہمارے ایمان اور اخلاص کا تقاضا ہے کہ

تحریکِ جدید

ہمیشہ جاری رہے جماعت کا ہر فرد اس میں شامل ہو کر فرض شناسی کا ثبوت دے"۔

وکیل المال تحریک جدید قادیان۔

ولادت۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل سے مکرم حافظ عبد العزیز صاحب درویش خادم مسجد اقصیٰ کو ۔۔۔ عطا فرمایا نومولود مکرم مخدوم حسین صاحب آف بنگال حال خادم مسجد مبارک قادیان کا نواسہ ہے احباب دعا فرمائیں۔

مسجد اقصےٰ میں اجتماعی دُعا

مورخہ ۲۹ ش ۶۶ کو مکرم سید محی الدین صاحب ایڈووکیٹ رانچی کی صاحبزادی عزیزہ صائقہ بیگم صاحبہ اور اُن کے بھتیجے عزیز سید تبریز احمد کی شادی کی تقریبات ہو رہی تھیں جن میں محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالےٰ نے بھی شمولیت اختیار فرمائی ہے اسی طرح ۲۹ ش ۶۶ کو سیالکوٹ میں مکرم ٹھیکیدار بشیر احمد صاحب درویش کی بچی عزیزہ امتہ الرشید صاحبہ کے رخصتانہ کی تقریب تھی جس میں محترم ناظر صاحب خدمت درویشان سید میر داؤد احمد صاحب سلمہ اللہ تعالےٰ نے کی شمولیت کی. طرح موصوف ہوئی ہے

قادیان سے مورخہ ۳۰ ش ۶۶ کو مکرم غلام حسین صاحب درویش کی بچی عزیزہ نصرت بیگم صاحبہ اور مکرم محمد شریف، غلام قادر و ظہور احمد صاحبان درویشان قادیان کی نسبتی ہمشیرہ ... سرٹیفکیٹ پر پاکستان روانہ ہوئی ہیں۔ جہاں کہ اُن کا رخصتانہ ہوگا

ان تمام تقریبات کے خیر و برکت سے سرانجام پانے اور جملہ متعلقہ خاندانوں کے لئے بابرکت ہونے کے لئے مورخہ ۲۹ ش ۶۶ کو حضرت امیر صاحب مقامی قادیان نے بہت سے درویشوں سمیت اجتماعی دعا کی۔ اللہ تعالےٰ قبول فرمائے

محترم سید محی الدین صاحب کی صاحبزادی کی شادی عزیز ڈاکٹر مشاہد احمد صاحب پسر محترم شیخ محمد رفیق صاحب آف مدراس سے ہوئی ہے اور عزیز تبریز احمد صاحب سلمہ اللہ تعالےٰ کی شادی عزیزہ آنسہ بیگم صاحبہ دختر مکرم شیخ محمد رفیق صاحب آف مدراس سے ہوئی ہے۔

ٹھیکیدار بشیر احمد صاحب درویش کی بچی کی شادی عزیز جمیل احمد صاحب پسر مکرم حکیم خلیل احمد صاحب مونگھیری حال کراچی سے ہوئی ہے۔ ادارہ بدر مذکورہ بالا جملہ اشخاص و خاندان کی خدمت میں ہدیہ تبریک پیش کرتا ہے۔ اور احباب سے درخواست کرتا ہے کہ دعا فرماویں کہ اللہ تعالےٰ مندرجہ بالا جملہ تقریبات کو محض اپنے فضل سے بابرکت فرمائے اور سلسلہ کے لئے بہتری کا موجب ہو۔

خبریں!

نئی دہلی ۳۰ رمئی۔ اکالی لیڈر سنت فتح سنگھ نے آج صبح ایک پریس کانفرنس میں کہا کہ ماسٹر تارا سنگھ نے بھارت یونین سے علیحدگی کے اختیارات والے سکھ اکثریتی صوبہ کا جو مطالبہ کیا ہے وہ دھوکہ بازانہ ہے ... علاوہ سکھوں کے مفاد کے بھی منافی ہے۔

راولپنڈی ۳۰ رمئی۔ پاکستان نے ... جنگی تیاریاں کر لینے کے بعد اب یہ ... شروع کر دیا ہے کہ بھارت نے جموں اور کشمیر میں جنگ بندی لائن کے ساتھ ساتھ بھاری تعداد میں فوجیں جمع کر دی ہیں۔ چنانچہ آج یہ مسئلہ قومی اسمبلی میں ایک تحریک التوا کے ذریعہ اُٹھایا گیا۔ چنانچہ سپیکر نے تحریک التوا برائے بحث داخل کرلی اس پر بحث کے لئے تاریخ بعد میں مقرر کی جائے گی۔ تحریک التوا میں کہا گیا ہے کہ بھارتی فوجی اجتماع کی وجہ سے ان علاقوں کے لوگ سخت پریشان ہیں۔ یہ الزام بھی لگایا گیا کہ کشمیر کے بھارتی علاقہ میں کشمیری مسلمانوں کا قتل عام ہو رہا ہے۔ سرحدی علاقوں میں کرفیو کا نفاذ کر دیا گیا ہے۔

علامہ نیاز فتحپوری کی وفات

(بقیہ صفحہ نمبر ۲)

... لوگ ... داری کے سخت ترین امتحان میں کامیاب رہے۔!

حضرت مرزا وسیم احمد صاحب اور ناچیز راقم کے ساتھ علامہ کی خط و کتابت آخر تک جاری رہی۔ اور دوستانہ مراسم قائم رہے۔ چنانچہ علامہ نے "نگار" کا جو خاص نمبر ضخیم جسلد دو میں نکالا تھا اس میں اپنے خاص دوستوں کی فہرست میں صاحبزادہ صاحب موصوف اور خاکسار کے نام بھی دیئے تھے۔ بہرحال دنیا ئے علم و ادب کی

ایک حیرت انگیز اور عظیم شخصیت اس دنیائے فانی سے اُٹھ گئی۔ مگر اپنے پیچھے متعلق وابستگان کے بیشمار نقوش چھوڑ گئی۔ ع

حق مغفرت کرے عجب آزاد مرد تھا

درخواست دعا

میرا ایک عزیز ان دنوں ... امتحان دے رہا ہے۔ اس کی نمایاں کامیابی کے لئے احباب درد دل سے دعا فرماویں۔

خاکسار ... عبد الحمید درویش قادیان

لکھنؤ میں منعقد ہونیوالی دوسری احمدیہ صوبائی کانفرنس

بتاریخ ۲۵/۲۶ رجون ۱۹۶۶ء

اُتر پردیش کے احمدی احباب کی اطلاع کے لئے یہ اعلان کیا جاتا ہے کہ دوسری احمدیہ صوبائی کانفرنس کے سلسلہ میں مجلس استقبالیہ کی تشکیل ہو چکی ہے اور کانفرنس کی تیاریاں زور شور سے شروع ہو گئی ہیں۔

امسال یہ کانفرنس مورخہ ۲۵ ر ۲۶ رجون بروز ہفتہ و اتوار لکھنؤ شہر میں منعقد ہو گی جس میں حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب سلمہ اللہ تعالےٰ نیز جماعت احمدیہ کے فاضل علمائے کرام کانفرنس میں شرکت فرما رہے ہیں۔ جناب پروفیسر اختر اورینوی صاحب آف پٹنہ کی شمولیت کی بھی توقع ہے۔ اُتر پردیش کی جماعتوں کے عہدہ داران سے درخواست ہے کہ جماعتوں میں تحریک فرمادیں تا زیادہ سے زیادہ احباب کانفرنس میں شریک ہوں نیز اپنے ہمراہ غیر احمدی احباب کو بھی لائیں۔ اور کانفرنس کو کامیاب کرنے کی پوری پوری کوشش کریں۔

کانفرنس کے موقعہ پر صوبائی تنظیم کے قیام کے لئے صوبائی عہدہ داران کا انتخاب ہوگا۔ اس لئے مناسب ہوگا کہ ہر جماعت کے پریذیڈنٹ صاحب کانفرنس میں شرکت کریں اور اگر کسی مجبوری کی وجہ سے کسی جماعت کے پریذیڈنٹ صاحب خود شریک نہ ہو سکیں تو اپنی طرف سے کسی دوست کو اپنا نمائندہ نامزد کر کے بھجوائیں جنہیں ان کی طرف سے ووٹ دینے کا حق حاصل ہو ایسے نمائندے کے پاس جماعت کے پریذیڈنٹ صاحب کی تحریر ہونی ضروری ہے

کانفرنس کے کام کو سرانجام دینے کے لئے ابھی کئی ایک خدام کی ضرورت ہے۔ اتر پردیش کے جو خدام چند روز قبل لکھنؤ پہنچ کر کانفرنس کے کاموں میں مدد دے سکیں وہ نیچے لکھے پتہ پر اطلاع دیں۔

لکھنؤ آنے پر احباب نیچے لکھے پتہ پر پہنچیں۔ اگر احباب پہلے سے اپنی آمد کی تاریخ اور ٹرین وغیرہ سے اطلاع دیں گے تو اسٹیشن پر اُن کی راہنمائی کا بھی انتظام کیا جاسکے گا انشاء اللہ

مستورات کے لئے کانفرنس کی کارروائی کو سننے کا انتظام ہوگا۔ نیز باہر سے آنے والی مستورات کے قیام و طعام کا بھی خاطر خواہ انتظام ہوگا۔

خاکسار بشیر احمد انچارج مبلغ صوبہ یوپی و صدر مجلس استقبالیہ

معرفت اولڈ پنجاب سائیکلس اینڈ آٹو کمپنی امین آباد لکھنؤ یوپی۔

C/o Old Punjab Cycles and Auto Co.
Aminabad, Lucknow U.P.

راولپنڈی ۳۰ رمئی۔ ایک پاکستانی افسر نے بتایا ہے کہ پاکستان بھارت کو ہتھیاروں کی سپلائی میں اضافہ اور پیچیدہ گیوں کے بارے میں روس کی توجہ مبذول کرا رہا ہے پاکستان کے داخلہ اور کشمیر امور کے وزیر علی اکبر نے لائل پور میں اخباری نمائندوں کو بتایا کہ روسی ہتھیاروں کی سپلائی بھارت اور پاکستان کے تعلقات پر بالعموم اور مسئلہ کشمیر پر بالخصوص اثر انداز ہوتی ہے۔ اُنہوں نے کہا کہ بھارت کو روسی ہتھیار کی سپلائی پر پاکستان کو گہری تشویش ہے جبکہ بھارت تاشقند اعلان کو عملی جامہ پہنانے میں رکاوٹ ڈال رہا ہے۔ پاکستان کا ان خبروں پر پہلا سرکاری تبصرہ ہے کہ پانچ روسی جہاز کلکتہ میں ہتھیار اور دیگر فوجی سامان اُتار رہے ہیں۔

جموں ۳۰ رمئی۔ جموں و کشمیر سرکار کی شائع کردہ درسی کتابوں سے بالآخر چینی کمیونسٹ لیڈر ماؤ سی تنگ کی قصیدہ خوانی کا سبق خارج کر دیا گیا۔ ان کتابوں پر نظر ثانی ریاست اور ریاست سے باہر کے عوام کی زبردست مخالفت اور نکتہ چینی کے بعد کی گئی۔

امپھال ۳۰ رمئی۔ سرکاری طور پر اطلاع ملی ہے کہ تقریباً تین سو ناگا باغیوں نے جو فوجی وردیوں میں ملبوس تھے۔ اور خودکار ہتھیاروں سے جن میں مشین گنیں بھی شامل ہیں۔ لیس تھے۔ ۲۸ رمئی کو منی پور کے اکھرول سب ڈویژن میں مسلح پولیس کے دو کیمپوں پر بیک وقت اچانک حملہ کر دیا۔ پولیس نے جوابی فائرنگ کی۔ تقریباً چھ گھنٹہ تک آپس میں گولیاں چلتی رہیں۔ اس کے بعد باغی گھنے جنگلوں میں بھاگ گئے۔